آفتابِ ولایت

شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ

مرتبہ

جاوید اقبال مظہری

بی۔ اے، ایل۔ ایل۔ بی

مظہری پبلی کیشنز، کراچی فون: ۵۸۴۰۹۹۳

انتساب

امام ربانی مجدد الف ثانی حضرت شیخ احمد سرہندی فاروقی علیہ الرحمہ کے نام جن کا قلبِ اطہر انوارِ الٰہیہ کا جلوہ گاہ تھا اور نورِ محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے منور و مستنیر، جس کی روشنی سے ایک عالم روشن ہوا۔

احقر العباد

جاوید اقبال مظہری مجددی

روضۂ پُر انوار

امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ

سرہند شریف ریاست پٹیالہ بھارت

اس خاک کے ذرّوں سے ہیں شرمندہ ستارے
اس خاک میں پوشیدہ ہے وہ صاحب اسرار
گردن نہ جھکی جس کی جہاں گیر کے آگے
جس کے نفس گرم سے ہے گرمی احرار
وہ ہند میں سرمایہ ملت کا نگہبان
اللہ نے بروقت کیا جس کو خبردار

سپاس گزار: شاعر مشرق ڈاکٹر محمد اقبال

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

افتتاحیہ

حضور سرورِ کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں، اللہ کے بندوں میں سے ایسے لوگ بھی ہیں جو نہ نبی ہیں اور نہ شہید لیکن قیامت کے دن قربِ الٰہی کی وجہ سے انبیاء اور شہداء ان پر رشک کرینگے۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! ہمیں بتایئے وہ کون لوگ ہیں اُن کے اعمال کیا ہیں تاکہ ہم ان لوگوں سے محبت کریں۔ فرمایا وہ لوگ جو اللہ کیلئے آپس میں محبت کرتے ہیں نہ اُن میں کوئی رِشتہ ہے اور نہ مالی منفعت لوگ حزن وملال میں مبتلا ہوں گے لیکن انہیں کوئی حزن وملال نہ ہو گا۔ (قرطبی)

پھر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی:۔

اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ ۝ (پ۱۱۔ سورہ یونس:۶۲)

سرکارِ ابد قرار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر سلسلہ نبوت ختم ہو گیا لیکن فیضانِ نبوت ختم نہیں ہوا اور یہ فیضان حضرات اہل اللہ کے ذریعے جاری ہے۔ انہی اہل اللہ میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لاڈلے اور محبوب اور حضرت شیخ عبد القادر جیلانی غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نائب مناب حضرت شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی قدس سرہ العزیز کی ذاتِ گرامی ہے کہ جنہوں نے شہنشاہ جہانگیر کے سامنے سجدۂ تعظیمی کرنے سے انکار فرمایا اور توحید کے پرچم کو بلند فرمایا اور شہنشاہ اکبر کے نام نہاد دینِ الٰہی کی جگہ دینِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا چراغ روشن فرمایا۔ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ نے اکابرین اولیائے کاملین کی ارواح سے فیض حاصل کیا۔ چاروں سلاسل میں اجازت و خلافت حاصل فرمائی۔ آپ فیض یاب بھی ہیں اور فیض رسان بھی ہیں۔ آپ ایک مکتوب میں خود فرماتے ہیں، "میں مرید بھی ہوں اور مراد بھی ہوں"۔

اتباعِ سنت نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کی سیرتِ طیبہ کا جوہر عظیم تھا۔ آپ کے مکتوبات، مکتوباتِ امامِ ربانی گنجینۂ گوہر ہیں ان مکتوبات میں توحید کے اسرار و معارف بیان کیے گئے ہیں اور سب سے زیادہ زور اتباعِ سنت نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر دیا گیا ہے۔ ان مکاتیب میں تصوف کے عظیم الشان معارف بیان کیے گئے ہیں۔ غرض یہ مکتوبات علوم و معارف کا انمول خزینہ ہیں۔ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کے مکتوبات شریف کے مطالعہ میں جو کیف و سرور ہے وہ بیان سے باہر ہے ان مکاتیب کے مطالعہ کے وقت یہ شعر یاد آتا ہے ۔

سرورِ علم ہے کیف شراب سے بہتر
کوئی رفیق نہیں ہے کتاب سے بہتر

حضرت مجدد الف ثانی نے جہانگیر بادشاہ کو راہِ راست پر لانے کی ترغیب فرمائی، آپ نے اعیانِ مملک میں وزراء، امراء اور دیگر عہدیداروں کو مکتوبات ارسال فرماکر اصلاح فرمائی۔ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کی تعلیمات کی جس قدر ضرورت اکبر اور جہانگیر کے ادوار میں تھی اس سے کہیں زیادہ اس دور میں ہے اہل علم و دانش اور اہل عرفان آگے آئیں اور آپ کی تعلیم کو عام کریں جو جہاد سے کم نہیں۔ پیش نظر کتاب میں حضرت مجدد الف ثانی کے مختصر حالاتِ زندگی اور فضائل و کمالات پر گفتگو کی گئی ہے احقر اپنے حضرت نعمت مسعود ملت پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب دامت برکاتہم العالیہ کا مشکور ہے کہ انہوں نے اس کتاب کا نام "آفتابِ ولایت" رکھا۔

حضرات اہل اللہ کے حالاتِ زندگی اور ملفوظات کا مطالعہ مُردہ دِلوں کو زندہ کرتا ہے اور زندہ دلوں کو اور روشن کرتا ہے۔ اِن شاء اللہ پیشِ نظر کتاب کے مطالعہ سے قلب و نظر روشن ہونگے اور یہ معلوم ہو گا کہ اللہ کے صاحبِ اسرار بندوں کی کیا شان ہے ہاں یہ سچ ہے کہ

یہ غازی یہ ترے پر اسرار بندے
جنہیں تو نے بخشا ہے ذوقِ خدائی
دو نیم جن کی ٹھوکر سے صحرا و دریا
سمٹ کر پہاڑوں کی ہیبت سے رائی
دو عالم سے کرتی ہے بیگانہ دل کو
عجب چیز ہے لذتِ آشنائی

(اقبال)

۲۷ / ذی الحجہ ۱۴۲۳ھ
مطابق
۱۲ / مارچ ۲۰۰۲ء
بروز منگل وقتِ عصر

احقر العباد

جاوید اقبال مظہری مجددی

احادیثِ مبارکہ اور انوارِ ولایت

کائنات کا ذرّہ ذرّہ سرکارِ دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی چشمِ پُر نور سے پوشیدہ نہیں۔ اُن کی نظر گناہ گاروں اور سیاہ کاروں پر بھی ہے اور محبوبوں پر بھی، آپ چشمِ عالم سے پوری کائنات کا مشاہدہ فرمارہے ہیں۔ آپ نے حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے منہ میں سات بار لعابِ دہن ڈالا یہاں تک کہ علم و حکمت کے چشمے اُن کے سینۂ مبارک سے جاری ہوگئے..... آپ نے حضرت خواجہ غریب نواز معین الدین چشتی علیہ الرحمہ کے سلام کا جواب مرحمت فرمایا اور اُن کو ہندوستان کی ولایت عطا فرمائی..... آپ نے حضرت سیّد احمد کبیر رفاعی علیہ الرحمہ کی دلداری فرمائی اور قبر شریف سے اپنا دستِ مبارک ظاہر فرمایا..... آپ نے حضرت مولانا عبد الرحمٰن جامی علیہ الرحمہ کا قصیدۂ مبارک اپنے دربارِ گوہر بار میں قبول فرمایا اور والیٔ مکہ کو حکم دیا کہ جامی کو انعام و اکرام کے ساتھ رُخصت کیا جائے..... آپ نے حضرت امام شرف الدین بوصیری علیہ الرحمہ پر دستِ شفاء رکھا اور اُن کو چادر عطا فرمائی۔ یہاں تک کہ وہ شفایاب ہوئے اور صاحبِ قصیدۂ بُردہ شریف ہوئے..... آپ نے صاحبِ حصنِ حصین حضرت امام محمد بن جزری شافعی علیہ الرحمہ کی دشمن کی قید میں رہنمائی فرمائی اُن کیلئے دعا کی یہاں تک کہ وہ ظالم حکمراں کے چنگل سے آزاد ہوئے (حصن حصین، ص ۱۰، ۱۱، ۱۲) ..... آپ نے حضرت شیخ نظام الدین اولیاء محبوبِ الٰہی علیہ الرحمہ کو عالمِ خواب میں "ملک الفقراء المساکین" کے خطاب سے سرفراز فرمایا۔ اور نہ معلوم کتنے محبوبوں پر لطف و کرم فرمایا انہی محبوبوں میں حضرت شیخ احمد سرہندی فاروقی مجدد الفِ ثانی علیہ الرحمہ کی ذاتِ گرامی ہے جنہوں نے سرزمین ہند میں توحید کے سربستہ رازوں سے بے راہوں کو آگاہ فرمایا اور حضورِ انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دین کی تجدید فرمائی ایسے ہی محبوب کی آمد آمد کی بشارت دیتے ہوئے، سرکارِ دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

"گیارہویں صدی کے شروع میں اللہ تعالیٰ دوجابر بادشاہوں کے درمیان ایک ایسا شخص بھیجے گا جو میرا ہم نام ہو گا۔
نور عظیم الشان ہو گا، ہزاروں انسان اس کی شفاعت سے جنت میں داخل ہوں گے۔"

(خواجہ کمال الدین محمد احسان، روضۃ القیومیہ رکن اوّل، مطبوعہ لاہور، ص ۳۷، ۳۸)

<u>حدیثِ صلہ</u>:۔

حضرت علامہ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ ایک حدیث نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"میری اُمت میں ایک شخص ہو گا جس کو "صلہ" کہا جائے گا، اس کی شفاعت سے اتنے لوگ جنت میں داخل ہوں گے۔"

(جلال الدین سیوطی، جوامع الجوامع بحوالہ جواہر مجددیہ، ص ۱۵)

ان احادیث کی روشنی میں اہل نظر نے فضائے بسیط پر آپ کی ولایت کے انوار ملاحظہ فرمائے میراں حضرت شیخ عبد القادر جیلانی غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فضائے بسیط پر آپ کی ولایت کا نور ملاحظہ فرمایا اور آپ کیلئے اپنا خرقہ خاص مخصوص فرمایا جو قادریہ سلسلہ کے نامور شیخ طریقت حضرت شاہ کمال کیتھلی علیہ الرحمہ کے پوتے حضرت شاہ سکندر کمال علیہ الرحمہ نے آپ کو پہنچایا۔ اس کے علاوہ طریقت کے ایک نامور ستارے حضرت شیخ احمد جام علیہ الرحمہ نے آپ کی ولایت کے انوار مشاہدہ کیے اور ارشاد فرمایا:۔

"میرے بعد سترہ آدمی میری مثل اور میرے ہم نام ظاہر ہوں گے اور اُن میں کا آخیر شخص بعث نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ہزاروں سال کے بعد ظاہر ہوگا اور وہ ان میں سب سے بڑا بزرگ ہوگا۔"

حضرت شیخ احمد جام علیہ الرحمہ کے علاوہ طریقت کے جن اور مشائخ نے آپ کی ولایت کے انوار مشاہدہ فرمائے ان میں حضرت داؤد قیصری، حضرت خلیل اللہ بدخشی، حضرت شیخ سلیم چشتی، حضرت نظام الدین نارنولی، حضرت شیخ عبد اللہ سہروردی اور دیگر مشائخ شامل ہیں۔ حضرت خواجہ باقی باللہ علیہ الرحمہ نے بھی سرزمین سرہند میں آپ کی ولایت کے انوار مشاہدہ فرمائے۔

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کی تشریف آوری سے متعلق جو احادیث مبارکہ بیان کی گئی ہیں۔ اُن کے مطابق آپ دو جابر بادشاہوں کے درمیان تشریف لائے اور اعلائے کلمہ حق بلند فرمایا، دین کی تجدید فرمائی، آپ کا نام نامی اسم گرامی "احمد" ہے، آپ کو مقام شفاعت کی بشارت سے بھی سرفراز کیا گیا تھا اور حدیث شریف میں فرمایا گیا تھا:۔

"ہزاروں انسان اس کی شفاعت سے جنت میں داخل ہوں گے۔"

اس عظیم الشان بشارت کی تصدیق اس وقت ہوگئی جب سرکار ابد قرار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کو اپنی زیارت سے مشرف فرمایا۔ دُنیا کا اجازت نامہ واپس لے کر آخرت کا اجازت نامہ عطا فرمایا اور مقام شفاعت میں نصیب عطا فرمایا۔ (دفتر سوم، حصہ دوم، ص ۱۰۵)

میلاد مجدد قدس سرہ العزیز

از حضرت محمد سلیم جان سلیم مجددی

دہر را مژدہ کہ وضعے دگرے پیدا شد
ز شبِ تیرہ مبارک سحرے پیدا شد

آن چناں ابر عطا و کرم حق بارید!
گلشنِ فیض بہ ہر بام و درے پیدا شد

گشت آفات منور ز ضیائے سرہندؒ
در شب تار ضلالت قمرے پیدا شد

ماہ و انجم درخشید و فلک داد نوید!
بر زمین مہرِ ہُدیٰ جلوہ گرے پیدا شد

تہنیتِ رفت زگیتی بہ سماوات عُلیٰ
نائبِ احمدِ مرسل بشرے پیدا شد

حسنِ ذات از رخ پر نور برافگند نقاب
عشق رقصید کہ صاحب نظرے پیدا شد

مژدہ اے اہلِ دل و مژدہ اے اربابِ وفا
کہ مسیحا نفسے چارہ گرے پیدا شد

سزداز فخر اگر مادر گیتی نازد!
در کنارش چہ خجستہ پسرے پیدا شد

شعلہ زد عشق رسول از دم او در عالم
باز از خاک فسردہ شررے پیدا شد

شکر کز قلزم انوار رسولِ عربی
احمدؒ ہندی والا گہرے پیدا شد

شکر در باغ شریعت زنہال فاروقؓ
راحت قلب و نظر خوش ثمرے پیدا شد

عقدۂ شرع و طریقت باشارت وا کرد
شکر کہ ایں سلسلہ را باز سرے پیدا شد

بود از منزلِ خود صوفی و ملا گمراہ
شکر کہ ایں قافلہ را راہبرے پیدا شد

باز بنیاد شہنشاہیٔ اسلام نہاد
خسرو بے کلہ و بے کمرے پیدا شد

سرنگوں بردر او سطوت شاہان جہاں
حاکم کشور دل تاجورے پیدا شد

کرد او بتکدۂ اکبرؔ و فیضیؔ مسمار
قصر دیں را چہ عجب کارگرے پیدا شد

گردنش پیش جہاںؔ گیر نشد خم ہرگز
آن شہے محتشمے مفتخرے پیدا شد

محرم سرِّ نہاں سالک راہِ ایقاں
صاحب عزم و عمل دیدہ ورے پیدا شد

حامیٔ دین متین ماحیٔ شرک و بدعت
حق نما، حق طلبے، حق نگرے پیدا شد

نازشِ عالمیاں قدوۂ خاصان خدا
در نکویانِ جہاں خو بترے پیدا شد

بہ کمالات و فضائل، بہ علوم و عرفاں
فائق از اہلِ جہاں نامورے پیدا شد

آں مجدد کہ جہاں منتظر او بود!
شکر صد شکر کہ آں منتظرے پیدا شد

ظلمتِ بدعت و الحاد ز عالم بگریخت
شکر کز صبح سعادت اثرے پیدا شد

بابا طاہر ہمدانی

موآں بحرم کہ در ظرف آمد ستم
چوں نقطہ، برسر حرف آمد ستم

بہر الفی، الف قدی بر آیہ
الف قدم کہ در الف آمد ستم

(دوبیتی بابا طاہر، مطبوعہ کراچی ۱۹۷۴ء)

ولادتِ با سعادت

یوں تو صدیوں سے ہی سرزمینِ سرہند حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کے انوارِ ولایت سے جگمگا رہی تھی مگر مئے عرفان پینے کیلئے تشنہ تھی، آخر کار وہ مبارک ساعت آ پہنچی کہ ساقیٔ علم و عرفان حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ نے بروز جمعۃ المبارک اس عالم کو اپنے جمالِ جہاں آرا سے روشن فرمایا، آپ کی ولادتِ باسعادت سرہند شریف میں شبِ جمعہ ۱۴/شوال المکرم ۹۷۱ھ کو ہوئی جبکہ شمسی عیسوی حساب سے ۵/جون ۱۵۶۴ء تاریخ تھی۔ حضرت مجدد الف ثانی ابھی شیر خوار تھے کہ بیمار ہو گئے آپ کی والدہ ماجدہ آپ کو قادریہ سلسلہ کے نامور شیخ طریقت حضرت شاہ کمال کیتھلی (۹۸۱ھ / ۱۵۷۳ء) کی خدمت میں لے گئیں۔ حضرت شاہ کمال نے آپ کو گود میں لیا اور اپنی انگلی آپ کے مبارک ہونٹوں پر رکھ دی۔ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ نے اس کو چوسنا شروع کر دیا۔ جب آپ قادریہ سلسلہ کی نعمتوں سے سیراب ہو چکے تو حضرت شاہ کمال نے اپنی انگلی آپ کے منہ سے نکال لی او فرمایا: "قادریہ سلسلہ کی تو نعمت میاں شیخ احمد نے حاصل کر لیں"۔ پھر آپ کی والدہ ماجدہ سے مخاطب ہو کر فرمایا: "خاطر جمع رکھو یہ بچہ عمرِ دراز پائے گا اور با عمل عالم اور عارفِ کامل ہو گا۔ میرے اور تمہارے جیسے اس کے دامن سے بہت سے لوگ وابستہ ہوں گے"۔ (زبدۃ المقامات، ص ۱۲۷)

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کا اسمِ گرامی احمد ہے، کنیت ابو البرکات، لقب بدر الدین اور خطاب امام ربانی مجدد الف ثانی ہے۔ آپ سلسلہ چشتیہ کے روشن آفتاب حضرت مخدوم خواجہ عبد الاحد علیہ الرحمہ (م ۱۰۰۷ھ / ۱۵۹۸ء) کے فرزندِ دلبند ہیں۔ حضرت مخدوم حضرت شیخ عبد القدوس گنگوہی علیہ الرحمہ سے بیعت ہیں جبکہ اجازت و خلافت اُن کے فرزندِ دلبند حضرت شیخ رکن الدین سے حاصل فرمائی۔ حضرت ممدوح نے آپ کو سلسلہ عالیہ قادریہ اور چشتیہ میں اجازت و خلافت عطا فرمائی۔

محقق عصر اہل سنت کے عظیم روحانی پیشوا اور سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ مظہریہ کے شیخ طریعت مسعود ملت حضرت مولانا پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب اپنی تصنیف "حضـــرت مجـدد الفــــ ثانی" میں حضرت خواجہ محمد ہاشم کشمی کی تالیف زبدۃ المقامات کے حوالے سے حضرت مجدد الف ثانی کا شجرہ نسب اس طرح تحریر فرماتے ہیں:۔

"شیخ احمد بن شیخ عبد الاحد بن شیخ زین العابدین بن شیخ عبد الحیٔ بن شیخ حبیب اللہ بن شیخ امام رفیع الدین بن شیخ نصیر الدین بن شیخ سلیمان بن شیخ یوسف بن شیخ اسحاق بن شیخ عبد اللہ بن شیخ شعیب بن شیخ احمد بن شیخ یوسف بن شیخ شہاب الدین فرخ شاہ کابلی بن شیخ نصیر الدین بن شیخ محمود بن شیخ سلیمان بن شیخ مسعود بن شیخ عبد اللہ (واعظ الاصغر) بن شیخ عبد اللہ (واعظ الاکبر) بن شیخ ابو الفتح بن شیخ اسحاق بن شیخ ابراہیم بن شیخ ناصر بن حضرت عبد اللہ بن عمر بن الخطاب (رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین)۔"

تعلیم و تعلم

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ نے ابتدائی عمر میں قرآن کریم پڑھ لیا تھا پھر اپنے والد ماجد حضرت مخدوم خواجہ عبد الاحد علیہ الرحمہ سے علوم عقلیہ ونقلیہ حاصل فرمائے۔ آپ کے اساتذہ میں مولانا کمال کشمیری، مولانا یعقوب کشمیری اور مولانا قاضی بہلول بدخشی رحمۃ اللہ اجمعین قابلِ ذکر ہیں۔ مولانا یعقوب کشمیری نے آپ کو سندِ حدیث عطا فرمائی جبکہ قاضی بہلول بدخشی علیہ الرحمہ نے آپ کو مشکوٰۃ المصابیح کی اجازت مرحمت فرمائی، علوم وفنون کی تکمیل کے بعد آپ سترہ برس کی عمر میں مسندِ ارشاد و ہدایت پر رونق افروز ہوئے۔

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کی پاک تعلیمات سے بے شمار تشنگانِ معرفت سیراب ہوئے۔ آپ نے علم و عرفان کے عجیب و غریب معارف ظاہر فرمائے۔ آپ نے نہ صرف طلباء کی تربیت فرمائی بلکہ مشائخ عظام، علماء اور عرفاء بھی آپ کی تعلیمات سے فیض یاب ہوئے یہاں تک کہ شہنشاہ محی الدین اورنگزیب عالمگیر علیہ الرحمہ کو یہ شرف حاصل ہوا کہ انہوں نے حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کے پوتے حضرت خواجہ سیف الدین علیہ الرحمہ سے روحانی تربیت حاصل کی اور بلند مقامات پر فائز ہوئے۔

شیوخِ طریقت

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ نے متعدد شیوخ سے مختلف سلاسل طریقت میں اجازت وخلافت حاصل فرمائی۔

- سلسلہ سہروردیہ میں شیخ یعقوب کشمیری علیہ الرحمہ سے اجازت وخلافت حاصل فرمائی۔
- سلسلہ چشتیہ میں اپنے والد ماجد حضرت شیخ عبد الاحد علیہ الرحمہ سے اجازت وخلافت حاصل فرمائی۔
- سلسلہ قادریہ میں حضرت شاہ سکندر کمال علیہ الرحمہ سے اجازت وخلافت حاصل فرمائی۔
- سلسلہ نقشبندیہ میں حضرت خواجہ باقی باللہ علیہ الرحمہ سے اجازت وخلافت حاصل فرمائی۔

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ نے حضرت خواجہ باقی باللہ علیہ الرحمہ کی صحبت اختیار کی اور طریقہ طیبہ نقشبندیہ کی تربیت حاصل کی۔ حضرت خواجہ باقی باللہ نے حضرت مجدد الف ثانی کو اپنی صحبت سے نوازنے سے پہلے ہی آپ کی ولایت کے انوار مشاہدہ فرمائے تھے۔ چنانچہ آپ نے حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کی تربیت فرمانے کے بعد ایک خلوت میں ان حقائق اور مشاہدات سے پردہ ہٹایا۔

آپ نے فرمایا:

"جب ہمارے مخدوم مولانائے بزرگ خواجگی امکنگی قدس سرہ نے ہم کو حکم دیا کہ ہندوستان جاؤ تاکہ یہ سلسلہ شریفہ تمہاری وجہ سے رائج ہو اور ہم خود کو اس کام کے لائق نہ سمجھتے تھے اس لئے ہم نے عجز ظاہر کیا۔ آپ نے استخارہ کا حکم دیا۔ اس استخارہ میں ہم نے دیکھا کہ گویا ایک طوطا ایک شاخ پر بیٹھا ہے ہم نے اپنے دل میں نیت کی کہ اگر وہ طوطا شاخ سے اتر کر ہمارے ہاتھ پر بیٹھ جائے تو ہم کو اس سفر میں کشائش حاصل ہوگی۔ اس خیال کے گزرتے ہی طوطا اڑ کر ہمارے ہاتھ پر بیٹھ گیا اور ہم اپنا لعابِ دہن اس کی چونچ میں ڈال رہے تھے اور وہ طوطا میرے منہ میں شکر ڈال رہا تھا۔ اس شب کی صبح کو جب میں نے یہ واقعہ حضرت مولانا خواجگی قدس سرہ کو سنایا تو آپ نے فرمایا کہ طوطا ہندوستانی پرندہ ہے۔ ہندوستان میں تمہارے دامن سے ایک عزیز وجود میں آئے گا کہ ایک عالم اس سے منور ہوگا اور تم کو بھی اس سے حصہ ملے گا اور آپ کے حال کی طرف اشارہ سمجھا۔"

دوسرا واقعہ یہ تھا کہ آپ نے فرمایا: "جب میں تمہارے شہر سرہند پہنچا تو واقعہ میں مجھ پر ظاہر ہوا کہ تم قطب کے جوار میں اترے ہو اور اس قطب کے حلیہ سے بھی آگاہ کیا اس روز کی صبح کو میں اس شہر کے گوشہ نشینوں اور درویشوں کی تلاش میں گیا۔ جس جماعت کو دیکھا اس کو حلیہ کے مطابق نہیں پایا اور نہ قطبیت کے آثار و حالات کسی میں دیکھے میں نے سوچا کہ شاید اس شہر کے رہنے والوں میں کوئی شخص اس کی قابلیت رکھنے والا بعد میں ظاہر ہو جس دن کہ میں نے تم کو دیکھا تمہارا سارا حلیہ اس کے مطابق پایا اور اس قابلیت کا نشان بھی تم ہی میں دکھائی دیا۔ نیز میں نے دیکھا کہ میں نے ایک بڑا چراغ روشن کیا اور دکھائی دیا کہ ہر ساعت اس چراغ کی روشنی بڑھ رہی تھی۔ نیز دکھائی دے رہا تھا کہ لوگوں نے اس سے اتنے بہت سے چراغ روشن کیے ہیں کہ جب ہم سرہند کے اطراف میں پہنچے تو وہاں کے دشت و صحرا کو مشعل سے بھرا ہوا دیکھا اس کو بھی ہم تمہارے معاملے کی طرف اشارہ سمجھتے ہیں"۔

حضرت خواجہ محمد باقی باللہ علیہ الرحمہ نے ایک مرتبہ حضرت مجدد الف ثانی کی شان بیان کرتے ہوئے فرمایا:۔

"شیخ احمد ایسے آفتاب ہیں کہ جن کی روشنی میں ہم جیسے ہزاروں ستارے گم ہیں۔"

حضرت خواجہ محمد باقی باللہ علیہ الرحمہ حضرت مجدد الف ثانی کی مجلس میں تشریف لاتے تو اُلٹے قدم واپس تشریف لے جاتے جس طرح مرید اپنے پیر کی خدمت میں حاضری کے بعد واپس جاتا ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ نے ایک مکتوب گرامی میں اپنے پیر طریقت حضرت خواجہ محمد باقی باللہ علیہ الرحمہ کے روحانی فیوض و برکات کا ذکر کیا ہے۔ چنانچہ اپنے پیر زادگان خواجہ عبید اللہ اور خواجہ عبد اللہ علیہا الرحمہ کے نام ایک مکتوب میں ارشاد فرماتے ہیں:۔

"یہ فقیر آپ کے والد بزرگوار کے احسانات میں سر تا پا غرق ہے، راہِ طریقت میں الف، ب کا سبق انھیں سے لیا ہے۔ اس راہ کے حروف کی ہجا کرنا بھی انھیں سے سیکھا ہے۔ ابتداء میں انتہا کے مدارج حاصل ہونے کی دولت انھیں کے فیض صحبت سے حاصل ہوئی ہے اور سفر در وطن کی سعادت انھیں کی خدمت کے صدقے میں پائی ہے۔ ان کی توجہ شریف نے ڈھائی ماہ میں اس ناقابل کو نسبت نقشبندیہ تک پہنچا دیا اور اکابر نقشبندیہ کا حضور عطا فرمایا۔ اس قلیل مدت میں جو تجلیات، ظہورات، انوار، رنگ و بے رنگیاں، کیف و بے کیفیاں حاصل ہوئیں ان کو کیا بیان کروں اور کہاں تک بیان کروں۔" (مکتوب امام ربانی، جلد اوّل، مکتوب نمبر ۲۶۲)

سلسلہ نقشبندیہ کے انوار و معارف

حضرت خواجہ باقی باللہ علیہ الرحمہ نے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں آپ کی تربیت فرمائی اور آپ کو عالم گیر بنایا چنانچہ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے اسرار و معارف اور انوار بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"میں نے طریقت میں سلسلہ نقشبندیہ کی خوبیاں اور حقائق و معارف بیان کیے ہیں وہ بطور مشاطگی کے ہیں جیسے دلہن اپنی صورت میں ویسی ہی ہوتی ہے جیسے کہ وہ تھی لیکن مشاطہ اس کو ہر طرح سے سنوار کر دلہن بناتی ہے تو دلہن کا حسن و جمال بڑھ جاتا ہے اسی طرح فقیر نے طریقہ نقشبندیہ کے انوار و اسرار بیان کرکے اسکی خوبی کو دوبالا کر دیا۔" (حصہ ہفتم، دفتر دوم، ص ۱۳۶)

عقائد حضرت مجدد الف ثانی

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کا عقیدہ تھا کہ تخلیق نورِ محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے نور سے ہوئی ہے۔ آپ نے محافلِ میلاد شریف کی اجازت دی ہے لیکن شریعت کی رعایت کے ساتھ، آپ نے خواب میں حضورِ انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت فرمائی تو فرزندوں کو مکتوبِ گرامی تحریر فرمایا کہ اس خوشی کے موقع پر قسم قسم کے کھانے پکائے جائیں۔ حضورِ انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی روحِ پُر نور کو ہدیہ کریں اور خوشی کی مجلس قائم کریں۔ حضرت مجدد الف ثانی نے محبت اہل بیت کو ایمان کی نشانی قرار دیا، اور ایک حدیث کے مطابق صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی محبت کو حضورِ انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت اور اُن کے ساتھ بغض کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ بغض قرار دیا۔ حضرت مجدد الف ثانی اپنے پیر و مرشد حضرت خواجہ محمد باقی باللہ علیہ الرحمہ کے عرس شریف میں شریک ہوتے تھے۔ قبر شریف میں اولیائے کاملین کے تصرفات کے قائل تھے۔ اسی طرح انبیاء واولیاء کے وسیلے کے قائل تھے۔ (صراط مستقیم، ص ۱۴، ۲۱، ۲۲، ۲۴، ۲۸، ۲۹، ۳۲، ۳۵)

حضرت مجدد الف ثانی ایصالِ ثواب کے قائل تھے۔ اس سلسلے میں انہوں نے بہت سے مکاتیب میں ارشاد فرمایا ہے جبکہ اُمّ المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حوالے سے ایک طویل مکتوب مقربِ بارگاہِ رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے باب میں ملاحظہ فرمایئے۔

آپ علیہ الرحمہ گستاخانِ رسول سے دشمنی و عداوت کو کامل محبتِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نشانی قرار دیتے تھے۔ چنانچہ ایک مکتوب میں فرماتے ہیں:۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی کمال متابعت آپ کے ساتھ کمالِ محبت کی فرع ہے۔ آپ سے کامل محبت کی علامت و نشانی آپ کے دشمنوں کے ساتھ بغض و عداوت رکھنا ہے۔ محبت میں سستی کی کوئی گنجائش نہیں۔ محبّ محبوب کا دِیوانہ ہوتا ہے اس کی مخالفت کی تاب نہیں رکھتا اور محبوب کے مخالفوں کے ساتھ کسی طرح بھی صلح و آشتی نہیں کر سکتا، دو مختلف محبتیں ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتیں۔ اچھی طرح غور کرنا چاہئے ابھی معاملہ ہاتھ سے نہیں نکلا۔ گزشتہ کا تدارک کرنا چاہئے کل جب معاملہ ہاتھ سے نکل جائے گا۔ ندامت و شرمندگی کے سوا کچھ حاصل نہ ہوگا۔ دنیا کا سامان دھوکہ ہی دھوکہ ہے چند روزہ زندگی اگر حضور سیّد الاوّلین و آخرین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی متابعت میں بسر ہو تو نجاتِ ابدی کی اُمید ہے ورنہ کوئی بھی اور کیسا ہی اچھا عمل کیوں نہ ہو، سب ہیچ اور بے کار ہے۔ (دفتر اوّل، حصہ سوم، ص ۷۶)

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کا عقیدہ تھا کہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دشمنوں کے ساتھ میل جول اور محبت رکھنا بڑے بھاری گناہوں میں سے ہے چنانچہ ایک مکتوب میں ارشاد فرماتے ہیں:۔

دونوں جہانوں کی سعادت سیّد کونین علیہ و علیٰ آلہ الصلوٰۃ افضلہا ومن التسلیمات اکملہا کی اتباع سے وابستہ ہے اور بس اور آنحضرت علیہ وعلیٰ الہ الصلوٰۃ والسلام کی متابعت اسلام کے احکام بجالانے میں اور کفریہ رسومات کے دور کرنے میں ہے کیونکہ اسلام اور کفر ایک دوسرے کی ضد ہیں، ایک کو اختیار کرنا دوسرے کو ردّ کرنا ہے، ان دو ضدوں کے جمع ہونے کا احتمال محال (ناممکن) ہے اور ایک کو عزت دینے سے دوسرے کی تذلیل لازم آتی ہے۔ حق سبحانہ وتعالیٰ اپنے محبوب علیہ الصلوٰۃ التحیہ سے فرماتا ہے:۔

"اے نبی کفار و منافقین سے جہاد کرو اور ان پر سختی کرو۔" (سورۂ تحریم: ۹)

پس حق (تعالیٰ) نے اپنے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جن کی صفت خلق عظیم ہے کفار سے جہاد اور سختی کا حکم فرمایا ہے، اس سے معلوم ہوا کہ ان (کفار) کے ساتھ سخت رویہ اختیار کرنا بھی خلق عظیم میں داخل ہے۔ پس اسلام کی عزت کفر اور کفار کی ذِلت و خواری میں ہے، جس نے کفار کو عزیز رکھا اس نے اہلِ اسلام کو ذلیل کیا۔ ان کو عزت دینے کا مطلب یہی نہیں ہے کہ ان کی (خواہ مخواہ) تعظیم کریں یا ان کو اونچی جگہ بٹھائیں بلکہ ان کو اپنی محفلوں میں جگہ دینا یا ان کے ساتھ ہمنشینی رکھنا اور ان سے خلط ملط ہونا بھی ان کو عزت دینے میں داخل ہے، ان کو کتوں کی طرح اپنے سے دُور رکھنا چاہئے اور دنیاوی ضرورتوں میں سے کوئی غرض ایسی آن پڑے جو ان سے متعلق ہو اور بغیر اُن کے حل نہ ہوسکے تو بے اعتنائی کا طریقہ اختیار کرتے ہوئے ضرورت کے مطابق ان سے کام لینا چاہئے اور اسلام کا کمال تو یہ ہے کہ اس دنیاوی غرض کو بھی بالائے طاق رکھتے ہوئے ان کی طرف توجہ نہیں کرنی چاہئے۔ حق سبحانہ وتعالیٰ نے اپنے کلام میں اہلِ کفر کو اپنا اور اپنے پیغمبر کا دشمن فرمایا ہے۔

لہٰذا خدا اور اس کے رسول کے دشمنوں کیساتھ میل جول اور محبت رکھنا بڑے بھاری گناہوں میں سے ہے۔ (جلد اوّل، مکتوب نمبر ۱۶۳، بنام شیخ فرید بخاری، ص ۳۶۱)

تبلیغ و ارشاد

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ مسلکاً حنفی تھے۔ آپ نے اپنے مکتوبات میں حضرت امام اعظم ابو حنیفہ علیہ الرحمہ کے مناقب اور فضائل بیان فرمائے ہیں۔ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ نے اس وقت اپنے نورِ باطن سے سرزمین ہند کو حق تعالیٰ کی توحید اور حضورِ انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنت کی روشنی سے معمور فرمایا تھا۔ جب شہنشاہ اکبر نے سرزمین ہند کو کفر و الحاد کی تاریکیوں میں ڈبو دیا تھا۔ آپ نے اکبر کے نام نہاد دینِ الٰہی کی جگہ دینِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا چراغ روشن فرمایا۔ آپ نے حکمت و دانائی کے ذریعے قرآن و سنت کو ہندوستان کے چپے چپے میں پھیلایا اور مسلمانوں کے قلوب میں عشقِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قندیلیں روشن فرمائیں۔ علامہ اقبال اس حقیقت کا اعتراف کرتے ہوئے فرماتے ہیں ؎

وہ ہند میں سرمایہ ملت کا نگہبان

اللہ نے بروقت کیا جس کو خبردار

یہ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کی تحریکِ احیائے دین کی زندہ کرامت ہے کہ آج مملکت خداداد پاکستان میں اسلامی سلطنت قائم ہے اور برصغیر جنوبی ایشیا میں اسلام کا بول بالا ہے، جس کے اثرات چار دانگِ عالم میں جاری و ساری ہیں۔

مکتوب هردے رام (ہندو)

اہلِ ہنود بھی حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کی ولایت کے معترف تھے اور ان سے ہدایات لیتے تھے۔ آپ نے ہردے رام نامی ہندو کو جو مکتوب ارسال فرمایا ہے۔ وہ ایک طرف دعوتِ اسلام ہے اور دوسری طرف توحید کے اسرار و معارف سے مزین ہے۔ چنانچہ آپ ہردے رام کے نام مکتوب میں ارشاد فرماتے ہیں:۔

”اچھی طرح جان اور آگاہ رہ کہ ہمارا تمہارا بلکہ تمام جہانوں کا آسماں ہو یا زمین علیین (ملائکہ) ہو یا سفلین (حیوانات) سب کا پروردگار ایک ہے اور بے کیف، بے مثل ہے، وہ شبہ اور مانند سے منزہ ہے۔ شکل و مثال سے پاک و مبرا ہے۔ کسی کا باپ ہونا اس ذات پاک کیلئے محال ہے۔ اس کی ہمتائی اور اس جیسا ہونا اس بات کی اس بارگاہ میں کچھ گنجائش نہیں۔ مخلوق کے ساتھ اتحاد یا اس میں حلول اس ذات سبحانہ کی شان کیلئے عیب اور نقص ہے۔ اس جناب قدس کیلئے کسی شے میں پوشیدہ ہونا اور کسی شے میں ظاہر ہونا قبیح ہے وہ زمانہ میں نہیں کیونکہ زمانہ اس کی مخلوق ہے وہ کسی مکان میں نہیں ہے کیونکہ مکان بھی اس کا پیدا کیا ہوا ہے اس کے باوجود اس کی بقا نہیں۔ پس مستحق عبادت صرف وہی بلند ذات ہے اور لائق پرستش بھی وہی ہے سبحانہ تعالیٰ ہے۔“

(دفتر اوّل، حصہ سوم، ص ۷۹)

کلمہ طیبہ کے بلند معارف

آپ نے کلمہ طیبہ کے بلند معارف بیان فرمائے ہیں۔ رسالہ تہلیلیہ آپ کی آفاقی تصنیف ہے۔ آپ نے اپنے مکتوبات میں بھی کلمہ طیبہ کے معارف بیان فرمائے ہیں۔ چنانچہ ایک مکتوب میں کلمہ طیبہ کے معارف بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

مکتوب بنام مولانا حمید الدین بنگالی

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ

یہ کلمہ طیبہ طریقت، حقیقت، شریعت کا جامع ہے جب تک سالک نفی کے مقام میں ہے، طریقت میں ہے اور جب نفی سے پوری طور پر فارغ ہو جاتا ہے اور تمام ماسوا اس کی نظر سے منتفی ہو جاتا ہے تو طریقت کا معاملہ ختم ہو جاتا ہے اور مقام فنا میں پہنچ جاتا ہے۔ جب نفی کے بعد مقام اثبات میں آجاتا ہے اور سلوک سے جذبہ کی طرف رغبت کرتا ہے تو مرتبہ حقیقت کے ساتھ متحقق اور بقا کے ساتھ موصوف ہو جاتا ہے ان باتوں کے طے کرنے کے بعد اس پر ولایت کا لفظ صادق آتا ہے اور نفس امارہ پن چھوڑ کر مطمئنہ اور پاک صاف ہو جاتا ہے۔ پس ولایت کے کمالات اس کلمہ طیبہ کے جزو اول کے ساتھ جو نفی اثبات ہے وابستہ ہے، باقی رہا اس کلمہ مقدسہ کا دوسرا جزو جو حضرت خاتم الرسل علیہ الصلوۃ والسلام کی رسالت کو ثابت کرتا ہے یہ دوسرا جزو شریعت کو کامل اور تمام کرنے والا ہے۔ جو کچھ ابتداء اور وسط میں شریعت سے حاصل ہوا تھا وہ شریعت کو کامل اور تمام کرنے والا ہے جو کچھ ابتداء اور وسط میں شریعت سے حاصل ہوا تھا وہ شریعت کی صورت تھی اور اس کا اسم اور رسم تھا۔ شریعت کی اصل حقیقت اس مقام میں حاصل ہوتی ہے۔ ولایت حاصل ہونا شریعت کی حقیقت اور کمالاتِ نبوت کے حاصل ہونے کیلئے گویا شرط ہے۔ ولایت کو طہارت یعنی وضو کی طرح سمجھنا چاہئے اور شریعت کو نماز کی طرح۔ طریقت میں حقیقی نجاستیں دور ہوتی ہیں اور حقیقت میں حکمی نجاستیں دور ہوتی ہیں تاکہ کامل طہارت کے بعد احکام شریعت بجالانے اور نماز کے ادا کرنے کی قابلیت حاصل ہو جائے جو مراتب قرب کی نہایت اور دین کا ستون اور مومن کی معراج ہے۔

فقیر کو اس کلمہ کا دوسرا جزو یعنی محمد رسول اللہ دریائے ناپیدا کنار کی طرح معلوم ہوا جس کے مقابلہ میں پہلا جزو قطرہ کی طرح دکھائی دیتا تھا۔ بیشک کمالاتِ نبوت کے مقابلہ میں ذرہ کی کیا مقدار ہے بعض لوگ اپنی نافہمی سے ولایت کو نبوت سے افضل جانتے ہیں اور شریعت کو پوست سمجھتے ہیں اور خیال ان کا یہ ہے کہ ولایت کا رُخ خالق کی طرف ہے اور نبوت کا خلق کی طرف، بیچارے کیا جانیں کہ وہ شریعت کی صورت سے واقف ہیں اور حقیقت سے بے بہرہ ہیں یہ نہیں جانتے کہ ولایت نبوت کا جزو اور فرع ہے۔ نبوت سے ولایت ہے نہ کہ ولایت سے نبوت، نبوت اصل ہے اور ولایت نبوت کا ظل ہے۔ بعد حصول کمالاتِ نبوت کے اس اکمل ولی کا رُخ خالق کی طرف بھی کامل رہتا ہے اور خلق کی طرف بھی لیکن بمقابلہ اس ولی کے جس کو صرف ولایت سے حصہ ملا ہے۔

حصول کمالات نبوت کے ولی کو تعلق باطنی خدا کے ساتھ زیادہ ہوتا ہے۔ ولی اپنے بھلے کیلئے ذکر میں مشغول رہتا ہے اور قربِ حق چاہتا ہے اور اس کا مقصود اس سے بہت دور ہے اور اس میں اپنی رضا مضمر ہے اور وہ ولی جو کمالاتِ نبوت کے فیضان سے مشرف ہو چکا ہے وہ مقصد تک پہنچ کر رضائے حق کو اپنی رضا کے اور خواہش کے مقابلہ میں ترجیح دے کر وصل سے فصل کو قبول کر کے خلق کی طرف ہدایت کے واسطے آتا ہے۔ صاحب ولایت ابھی ظلال اسماء وصفات میں پڑا ہے اور صاحب کمالات نبوت کا قرب تجلی ذات بے پردہ صفات ہے۔ چہ نسبت خاک را بہ عالم پاک کی مثال صادق ہے اور یہ مرتبہ ہدایت کا ایسا عالی شان ہے جس کی تکمیل کے واسطے اللہ تعالیٰ نے بہترین جملہ مخلوق حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو بھیجا ہے۔ اس کی مثال یوں سمجھ میں آجائے گی کہ ایک شخص ذکر و فکر میں مشغول ہے اور ایک شخص بیٹھا ہوا ہے، ان دونوں کے سامنے ایک اندھا آیا اور کنویں میں گرنے کے قریب ہے تو ذکر کرنے والا ذکر میں سے نہ اٹھا اور دوسرے شخص نے اٹھ کر اندھے کو کنویں میں گرنے سے بچا لیا تو اس صورت میں اندھے کو بچانے والا بدرجہا افضل ہے بمقابلہ ذاکر کے اس لئے فیضانِ حق حاصل کر کے خلق کو دوزخ سے بچانے والا اور خدا سے ملانے والا افضل ہے اس ولی سے جو خود کو خدا کی طرف لے جا رہا ہے۔ یہ وجوہات مندرجۂ بالا ولایت کو نبوت سے افضل کہنا بالکل غلط اور حقیقت سے دور ہے۔ (ذیلِ ثانی، ص ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷)

توجہ الی اللہ اور اتباع سنت نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

حضرت مجدد الف ثانی کا سراپا اتباعِ سنتِ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نور سے معمور تھا، آپ نے اپنے مکتوبات میں اپنے مریدین، مخلصین، علماء، فضلاء، اعیانِ مملکت کی تربیت اتباع سنت نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ذریعے توجہ الی اللہ سے فرمائی ہے چند ملفوظات ملاحظہ ہوں:۔

﴿1﴾

اللہ سبحانہ و تعالیٰ صاحب انعام کی حمد اور اس کا احسان ہے کہ طالبوں کو طلب میں بے قرار اور بے آرام رکھتا ہے اور اس بے آرامی میں غیر کے ساتھ آرام پکڑنے سے نجات عطا کرتا ہے لیکن غیر کی غلامی سے مکمل نجات اور خلاصی اس وقت میسر آتی ہے جب بندہ فنا مطلق سے مشرف ہوتا ہے اور ماسوائے حق کے نقوش آئینہ دل سے مٹا دیتا ہے اور حق سبحانہ و تعالیٰ کے سوا کوئی شے اس کا مقصود اور مراد نہیں رہتی۔ (دفتر اوّل، حصہ سوم، ص ۵۴)

﴿2﴾

ایک ضروری نصیحت یہ ہے کہ صاحب شریعت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اتباع اپنے اوپر لازم پکڑو اس کے بغیر نجات محال ہے اور دنیا کی زیبائش و آرائش کی طرف مطلقاً التفات اور توجہ نہ کرو اور اس کے ہونے نہ ہونے کو کچھ اہمیت نہ دو کیونکہ دنیا اللہ سبحانہ کی نظر میں مبغوض و مردود ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں اس کی کچھ قدر و منزلت نہیں۔ لہٰذا بندوں کو چاہئے کہ دنیا کے ہونے کی نسبت نہ ہونے کو بہتر جانیں اور دنیا کی بے وفائی اور اس کے جلد فنا ہو جانے کا قصہ مشہور ہے بلکہ مشاہدے میں آ چکا ہے تم دنیا چاہنے والے ان لوگوں کے حال سے عبرت پکڑو جو ہم سے پہلے گزر چکے ہیں اللہ تعالیٰ ہمیں اور تمہیں حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پیروی کی توفیق عطا فرمائے۔ (دفتر اوّل، حصہ دوم، ص ۹۷)

قربِ نبوت اور قربِ ولایت

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ قربِ نبوت سے بھی سرفراز ہیں اور قربِ ولایت سے بھی فیض یاب ہیں چنانچہ ایک مکتوب میں ارشاد فرماتے ہیں۔ اللہ جل شانہ تک پہنچنے کے دو راستے ہیں۔ ایک راستہ نبوت سے تعلق رکھتا ہے اور اصل الاصل تک پہنچنے والا ہے اس راہ سے پہنچنے والے حضرات انبیاء علیہم السلام اور ان کے اصحاب ہیں اور بعض امتی کو بھی اس راہ سے حق تعالٰی سرفراز فرماتا ہے لیکن ویسے پہنچنے والے بہت تھوڑے ہیں اس راستے میں واسطہ نہیں ہے یہ شخص بلاواسطہ فیض حاصل کرتا ہے۔

دوسرا راستہ قرب حق وہ ہے جو ولایت سے تعلق رکھتا ہے تمام قطب، اوتاد، ابدال نجیب اور عالم اولیاء اللہ سب اسی راستہ سے واصل ہوئے۔ راہِ سلوک اسی راہ سے مراد ہے بلکہ جذبہ متعارفہ بھی اسی میں داخل ہے۔ اس راستہ میں واسطہ ضروری ہے۔ اس راہِ ولایت کے پیشوا اور ان کے گروہ اور ان بزرگوں کے فیض کے سرچشمہ امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ تعالٰی عنہ ہیں اور یہ عظیم الشان مرتبہ انہی کی ذات مبارک سے تعلق رکھتا ہے اس مقام میں گویا آنحضرت صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے دونوں قدم مبارک حضرت علی رضی اللہ تعالٰی عنہ کے سرمبارک پر ہیں اور حضرت بی بی فاطمہ و حضرات حسنین رضوان اللہ عنہم بھی اس مقام میں حضرت علی رضی اللہ تعالٰی عنہ کے شریک ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ تعالٰی عنہ قبل پیدائش وبعد پیدائش وجود عنصری اس مقام کے مرکز رہے ہیں۔ اس راہِ ولایت سے جس کسی کو فیض پہنچتا ہے انہی جناب کے وسیلہ سے پہنچتا ہے۔ جب حضرت علی رضی اللہ تعالٰی عنہ کا دور تمام ہوا تو یہ عظیم الشان مرتبہ ترتیب وار حضرات حسنین رضی اللہ تعالٰی عنہما کے سپرد ہوا اور ان کے بعد بارہ اماموں میں سے ہر ایک کے ساتھ ترتیب اور تفصیل وار قرار پایا۔ ان بزرگواروں کے زمانے میں اور ان کے انتقال فرمانے کے بعد جس کسی کو فیض وہدایت پہنچا وہ انہی بزرگوں کے واسطے سے پہنچتا رہا گو اپنے اپنے زمانے کے قطب، ابدال وغیرہ ہوتے رہے لیکن فیض کا مرکز و ملجا و ماویٰ یہی بزرگوار ہوئے ہیں کیونکہ اطراف کو مرکز کے ساتھ ملحق ہوئے بغیر چارہ نہیں۔ حتی کہ حضرت شیخ عبد القادر رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی نوبت آپہنچی اور یہ منصب مذکور ان بزرگ کے حوالے ہوا۔ مذکورہ بالا اماموں کے حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کے درمیانی زمانے میں کوئی بزرگ اس منصب سے مشرف ہوتا پایا نہیں جاتا۔ اس راستے میں تمام اقطاب (جمع قطب) اور نجباء (جمع نجیب) کو فیوض و برکات کا پہنچنا حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کے ذریعے سے معلوم ہوتا ہے کیونکہ یہ مرکز سوائے حضرت شیخ عبد القادر جیلانی کے کسی کو میسر نہ ہوا۔ اسی واسطے حضرت شیخ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے فرمایا ہے کہ "غروب ہوا آفتاب پچھلوں کا اور چمکا آفتاب میرا"۔ شمس سے مراد فیض وہدایت ہے اور غروب سے مراد ہے کہ وہ منصب اب میرے سپرد ہے جو پہلے والوں کے سپرد تھا یعنی رشد وہدایت پہنچنے کا ذریعہ اب آپ کی ذات مبارک ہے اور جب تک

فیضان کے وسیلے کا معاملہ برپا ہے وہ حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے وسیلے اور توسل ہی سے پہنچے گا اسی واسطے جو حضرت نے فرمایا ہے کہ غروب ہوا آفتاب پچھلوں کا وہ دُرست ہے اور اس الف ثانی میں جو فیض مجدد الف سے پہنچے گا۔ وہ بطور نیابت حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے پہنچے گا جیسے کہ چاند کی روشنی سورج کی روشنی سے قائم ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام و حضرت مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس فیضانِ ولایت سے مستثنیٰ ہیں کیونکہ یہ فیض جو بیان کیا جا چکا ہے وہ فیضانِ ولایت ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام و مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس فیضِ ولایت سے الگ ہے اور ولایت سے قوی راستہ ہے جیسے حضرت شیخین حضرت ابو بکر صدیق و حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتبعیت نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام راہِ فیضان نبوت سے مشرف ہوئے ہیں اور اپنے اپنے درجوں میں بوجہ فیضانِ نبوت شانِ خاص رکھتے ہیں۔ (دفتر سوم، حصہ دوم، ص ۱۶۵)

واقف اسرارِ حقیقت

اللہ سبحانہ وتعالیٰ قرآن کریم میں ارشاد فرماتا ہے:۔

"اس کی پاکی بولتے ہیں ساتوں آسمان اور زمین اور جو کوئی اس میں ہے اور کوئی چیز نہیں جو اُسے سراہتی ہو اس کی پاکی نہ بولے ہاں تم ان کی تسبیح نہیں سمجھتے بے شک وہ حلم والا اور بخشنے والا ہے۔" (اسرا:۴۴)

سورۂ اسرا کی اس آیت مبارکہ سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ کائنات کا ذرہ ذرہ حق تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کرتا ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ان اسرار میں سے حضرات اہل اللہ کو حصہ عطا فرمایا انہی نفوسِ قدسیہ میں حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کی ذاتِ گرامی ہے جو اشیاء کی حقیقت سے واقف تھے۔ چنانچہ اس حقیقت کو ظاہر کرتے ہوئے حضرت خواجہ محمد ہاشم کشمی علیہ الرحمہ ایک معتبر شخصیت کے حوالے سے بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

ایک مرتبہ آپ کو ضعف لاحق ہوا اور اثنائے ضعف میں آپ نے دس گیارہ دانے منقے کے طلب فرمائے۔ جب خادم نے یہ منقے پیش کیے تو آپ نے مراقبہ کیلئے سر جھکایا، تھوڑی دیر بعد سر اُٹھا کر فرمایا کہ عجیب بات ظہور میں آئی کہ جب یہ منقے میرے سامنے رکھے گئے تو مجھے محسوس ہوا کہ وہ سب مناجات کر رہے ہیں اور حق سبحانہ نے ان کی دعا قبول فرمائی اور میری صحت یابی کو ان کے کھانے سے وابستہ کیا۔ چنانچہ آپ نے وہ چند منقے تناول فرمائے اور شفا پائی۔ آپ کے چھوٹے صاحبزادے کہ وہ بھی بیمار تھے اور حالت نا اُمیدی کو پہنچے ہوئے تھے، ان منقوں کے کھانے سے شفایاب ہوئے۔ اسی طرح دو تین دوسرے لوگوں کو بھی شفا حاصل ہوئی۔ تو آپ نے فرمایا کہ یہ منقے کاش زیادہ ہوتے تو بہت سے بیماروں کو شفا حاصل ہو جاتی ہے۔

(زبدۃ المقامات، ص ۳۳۹)

قرآن کریم کے اسرار و معارف

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کے قلبِ اطہر پر قرآن کریم کے اسرار و معارف ابر بہاری کی طرح برستے تھے خاص کر رمضانُ المبارک میں تو ان انوار و تجلیات کا کچھ اور ہی عالم ہوتا تھا، آپ کے ایک خلیفہ حضرت مولانا بدر الدین سرھندی علیہ الرحمہ نے ایک مرتبہ دریافت فرمایا کہ اکثر یہ دیکھا گیا ہے کہ نمازِ تراویح میں اُونگھ آتی ہے لیکن حضور کے ساتھ ایسا نہیں ہوتا تو حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ نے اسرارِ قرآنی کے سمندر میں ڈوب کر فرمایا:۔

"اسرارِ قرآنی کے سمندر میں شناوری موقع ہی نہیں دیتی کہ آنکھ بند کر سکوں۔" (حضرت القدس، حصہ دوم، ص ۹۳)

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ ایک مکتوب میں ارشاد فرماتے ہیں، اس ماہِ مبارک (رمضانُ المبارک) کی تمام خیرات و برکات ان کمالات ذاتیہ کا نتیجہ ہے کہ شان کلام الٰہی ان سب کا جامع ہے۔ قرآن کریم اس جامع شان کا خلاصہ ہے لہٰذا اس ماہِ مبارک کی قرآن مجید کے ساتھ پوری مناسبت ہے کیونکہ قرآن کریم تمام کمالات کا جامع ہے۔ (حصہ سوم، ص ۶۹)

علم احکام اور علم اسرار

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ ارشاد فرماتے ہیں، وہ علوم جو انبیاء علیہم السلام کے ہیں، دو قسم کے ہیں: ایک علم احکام اور دوسرا علم اسرار اور عالم وارث وہ ہے جس کو دونوں قسم کے علم حاصل ہوں نہ کہ وہ شخص کہ جس کو ایک ہی قسم کا علم حاصل ہو اور دوسرا علم اس کو نہ ہو کہ یہ بات وِراثت کے منافی ہے۔ کیونکہ وارث کو مورث کے ہر ترکہ میں سے حصہ ملنا چاہئے۔ (دفتر اوّل، حصہ چہارم، ص ۱۸۹)

مرید اور مراد

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ مرید بھی ہیں اور مراد بھی ہیں چنانچہ ایک مکتوب میں فرماتے ہیں:۔

"میں اللہ تعالیٰ کا مرید بھی ہوں اور مراد بھی میری ارادت بلاواسطہ اللہ تعالیٰ سے متصل ہے اور میرا ہاتھ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ کے قائم مقام ہے اور محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے میری ارادت بہت سے واسطوں سے ہے۔ طریقہ نقشبندیہ میں اکیس واسطے ہیں اور طریقہ قادریہ میں پچیس اور طریقہ چشتیہ میں ستائیس۔" (دفتر سوم، حصہ دوم، ص ۳۰)

طاق عدد کی رعایت

حضرت مولانا محمد ہاشم کشمی علیہ الرحمہ بیان فرماتے ہیں کہ ایک روز یہ بندہ آپ کی خدمت میں حاضر تھا۔ آپ نے مولانا صالح ختلانی کو حکم دیا کہ چند لونگیں تھیلی سے نکال لائیں۔ انہوں نے چھ لونگیں پیش کیں۔ آپ جلال میں آگئے اور فرمانے لگے کہ ہمارے اس صوفی نے اتنا بھی نہیں سنا ہے کہ (اللہ وتر ہے وتر کو پسند فرماتا ہے) وتر (طاق) کی رعایت مستحباب میں سے ہے، مستحب کو لوگ کیا جانیں، مستحب اللہ تعالیٰ کا پسند کیا ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے پسند کیے ہوئے ایک عمل کے بدلے اگر دنیا اور آخرت کو دیدے تو کچھ بھی نہ دیا۔ (زبدۃ المقامات، ص ۲۷۵)

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کے شب و روز کا آغاز نمازِ تہجد سے ہوتا اور نمازِ عشاء کے بعد ختم ہوتا گویا آپ کا ہر لحہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی یاد میں بسر ہوتا ہے۔ صاحب زبدۃ المقامات حضرت خواجہ محمد ہاشم کشمی علیہ الرحمہ آپ کے شب و روز بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

حضرت (مجدد) کا عمل جاڑے اور گرمی میں اور سفر وحضر میں یہ تھا کہ اکثر نصف اخیر میں اور کبھی رات کی آخری تہائی میں اُٹھ کر اس وقت کی مسنون دعائیں پڑھتے پھر پورے طور پر احتیاط کے ساتھ وضو کرتے تھے۔ آپ اس کے قائل نہ تھے کہ وضو میں کوئی دوسرا شخص آپ کے ہاتھ پر پانی ڈالے۔ وضو کے پانی میں آپ سے اس قدر احتیاط ظاہر ہوتا تھا کہ اس سے بڑھ کر تصور نہیں کیا جاسکتا۔ اس میں قبلہ رو ہونے کی رعایت کرتے تھے۔ لیکن دونوں پاؤں کے دھونے کے وقت شمال یا جنوب کی طرف پھر جاتے تھے اور مسواک کو ہر وضو میں اور ہر وضو کو ہر نماز میں لازم سمجھتے تھے الاماشاء اللہ (بجز اس کے کہ کبھی کبھی جب اللہ تعالیٰ چاہے) اور ہر عضو کو تین بار دھوتے تھے اور ہر بار ہاتھ سے پانی کو نچوڑتے تھے تاکہ قطرہ گرنے کا احتمال نہ ہو تو دھوئے ہوئے عضو میں اور نہ دھونے والے ہاتھ میں رہے اور اس کی حکمت یہ ظاہر کرتے کہ چونکہ غسالہ کی نجاست و طہارت میں اختلاف ہے اور اگرچہ فتویٰ اس کے پاک ہونے پر ہے لیکن ورود پر عمل کرتے تھے اور ہر عضو کے دھونے میں کلمہ شہادت، دُرود اور وہ ماثورہ دعائیں بھی پڑھتے تھے جو احادیث کی کتابوں مثلاً تکملہ مشکوٰۃ اور بعض کتبِ فقہ اور عوارف میں منقول ہیں۔ وضو کے بعد چشم حق بین کے گوشہ کو آسمان کی طرف کرتے اور جو دعا اس وقت کیلئے منقول ہے پڑھ کر تہجد کی طرف متوجہ ہوتے تھے اور اطمینان اور پورے حضور وجمعیت اور طویل قیام کے ساتھ تہجد ادا کرتے تھے اس طرح کی طاقت بشری بغیر تائید الٰہی جل شانہ اس کے ادا کرنے سے قاصر ہے۔

ابتدائے احوال میں اکثر تہجد، چاشت اور فے زوال میں سورۂ یٰسین کی قرأت بار بار کرتے اس طرح کہ کبھی تو اس کی قرأت اسّی ۸۰ مرتبہ تک پہنچ جاتی کبھی کم ہوتی اور کبھی اس سے بھی زائد ہو جاتی اور اواخر میں اکثر نماز میں ختمِ قرآن میں مشغول ہو جاتے۔ تہجد ادا کرنے کے بعد پورے خشوع واستغراق کے ساتھ خاموش اور مراقبہ میں بیٹھتے۔ فجر سے دو تین گھڑی پیشتر ایک گھڑی سنت کے مطابق اونگھ لیتے تاکہ تہجد دو نیندوں کے درمیان ظہور پذیر ہو۔ پھر طلوعِ فجر سے پہلے بیدار ہو کر نمازِ فجر میں مشغول ہوتے۔ فجر کی سنت گھر ہی میں ادا کرتے اور سنت اور فرض کے درمیان سُبْحَانَ اللّٰهِ وَ بِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ کی تکرار مخفی طور پر کرتے۔ فجر کے فرض ادا کرنے کے بعد اشراق کے وقت تک اپنے ساتھیوں کے ساتھ مسجد ہی میں حلقہ کرکے مراقبہ میں بیٹھتے اس کے بعد نمازِ اشراق طویل قرأت کے ساتھ چار رکعتیں دو سلام کے ساتھ ادا کرکے ان تسبیحات اور ماثورہ دعاؤں میں مشغول ہوتے جو اس وقت کیلئے منقول ہیں۔ اس کے بعد حرم میں جاکر عورتوں بچوں کی خبر گیری کرتے اور

معاش کے متعلق جو امور ہوتے ان کا حکم دیتے۔ اس کے بعد خلوت میں چلے جاتے اور قرآن مجید کے قرأت کی طرف توجہ فرماتے۔ تلاوت کے بعد طالبوں کو طلب فرما کر ان کے حالات دریافت فرماتے یا مخلص اصحاب کو بلا کر اسرار خصوصی بیان فرماتے ہیں۔

جب ضحویٰ کبریٰ ہو جاتا تو نمازِ چاشت خلوت میں ادا کر کے پھر باہر تشریف لے جاتے اور اس جماعت کے ساتھ کھانا تناول فرماتے خود بنفس نفیس توجہ فرماتے اور تمام فرزندوں اور درویشوں کو جو کچھ پکا ہوا ہوتا ایک ایک کر کے پہنچاتے اگر اس وقت فرزندوں اور درویشوں میں سے کوئی حاضر نہ ہوتا تو حکم دیتے کہ اس کا حصہ رکھ دیں۔ کھانا تناول فرمانے کے بعد ماثورہ دعائیں پڑھتے جو اس وقت کیلئے منقول ہیں اور اخیر زمانہ میں جبکہ آپ نے تنہائی اختیار کر لی تھی اور روزہ تھا تو آپ کھانا اسی خلوت خانہ میں تناول فرماتے۔ کھانے کے بعد فاتحہ کا پڑھنا جیسا کہ لوگوں کے درمیان معروف ہے۔ آپ سے بہت کم دیکھا گیا کیونکہ احادیث صحیحہ میں نہیں ذکر آیا ہے۔ روزانہ دوپہر سے پہلے کوئی چیز کھالیتے اور وہ بھی بہت ہی کم مقدار میں ہوتی اس کے باوجود فرماتے کہ کیا کیا جائے آخری عمر کے تقاضا کی بنا پر بھوک کی حالت میں سرورِ دین و دنیا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کامل اتباع میسر نہیں ہوتا ہے۔

نیز فرماتے تھے کہ جو امور عارف کو ملکیت سے بشریت کے نزدیک کر دیتے ہیں۔ ان میں کوئی چیز کھانے کی طرح نہیں ہے۔ کبھی تہجد کے وقت اس کی کدورتوں کی صورت مثالیہ نظر میں آتی ہے۔ کھانا پورے پورے خشوع و حضور کے ساتھ تناول فرماتے اور ساتھیوں کو بھی اس وقت خشوع و حضور کی تاکید فرماتے۔ کھانا کھانے کے وقت بائیں زانو کو اٹھا کر تناول فرماتے۔ کھانا تناول کر لینے کے بعد تھوڑی دیر سنت کے حکم کے مطابق قیلولہ فرماتے اور آپ کا مؤذن ظہر کے اوّل وقت میں اذان کہتا۔ اذان سننے کے بعد بلا تاخیر وضو کی طرف متوجہ ہوتے اور سنت زوال میں مشغول ہوتے اور فرماتے تھے کہ حضرت رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بعثت کے زمانے سے رحلت تک سنت زوال کو ترک نہیں کیا اور اس میں قرأت کبھی تو طوال مفصل کی کرتے اور کبھی قصار کی کرتے اس کے بعد ظہر کے فرض کی رکعتیں اور دو رکعت سنت پڑھتے اور چار رکعت اور بھی ادا کرتے۔ نمازِ ظہر سے فارغ ہو کر بیٹھتے اور حافظ سے قرآن کا ایک پارہ یا کم و بیش سنتے اور اگر کوئی درس ہوتا تو درس دیتے۔ اگر کوئی حافظ موجود نہ ہوتا تو خلوت میں جا کر خود تلاوت کرتے تھے اور نمازِ عصر اوّل وقت میں مثلین کے گزرنے کے بعد ادا کرتے۔ یہ نہیں دیکھا گیا کہ عصر سے پہلے کی چار رکعت سنت کو آپ نے ترک کیا ہو۔ عصر کے بعد سے وقتِ غروب کے قریب تک ساتھیوں کے ساتھ سکوت اور مراقبہ میں گزارتے تھے۔ فجر و عصر کے ان حلقوں میں باطنی طور پر مریدوں کے احوال کی طرف متوجہ ہوتے اور نمازِ مغرب بھی اگر بادل نہ ہوتے تو اوّل وقت ہی میں ادا کرتے۔ فرض ادا کر لینے کے بعد اسی جلسہ میں دس بار آہستہ سے کلمہ لا الٰه الا الله وحدهٗ لا شريك لهٗ پڑھتے اور سنت اور فرض کے درمیان فصل کرنے کیلئے

اللھم انت السلام ومنك السلام تبارکت یا ذالجلال والاکرام سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے۔ دو رکعت سنت اور چار رکعت اوّابین ادا کرنے کے بعد اس وقت کی ماثور دعائیں پڑھتے اور اوّابین کبھی چار رکعت اور کبھی چھ رکعت ادا کرتے اور اس میں اکثر سورۂ واقعہ کی قرأت کرتے۔ افق کی سفیدی کے زائل ہونے کے بعد عشاء کی نماز ادا کرتے کیونکہ امام اعظم کے نزدیک شفق سے یہی مراد ہے۔ عشاء کے فرض سے پہلے چار رکعت سنت اسی طرح عشاء کی دو رکعت سنت کے بعد بھی چار رکعت سنت ادا کرتے اور آخری سنت کی چار رکعتوں میں الم سجدہ، سورۂ تبارک، قل یاایہا الکافرون اور قل ھو اللہ احد کی قرأت کرتے۔ کبھی ان چاروں رکعتوں میں چاروں قل پڑھتے۔ اگر ان چار رکعتوں میں الم سجدہ اور سورۃ الملک نہ پڑھی ہوتی تو وِتر ادا کرنے کے بعد ان دونوں سورتوں کو سورۂ دخان کے ساتھ پڑھتے اور ساتھیوں کو بھی ان وقتوں میں ان سورتوں کے پڑھنے کی ہدایت کرتے، وتر کی پہلی رکعت میں اکثر سبح اسم اور دوسری میں قل یاایہا الکافرون اور تیسری میں سورۂ اخلاص پڑھتے۔ قنوت حنفی کے ساتھ قنوت شافعی کو بھی ملاتے۔ وِتر ادا کرنے کے بعد کبھی دو رکعت بیٹھ کر ادا کرتے۔ ان دو رکعتوں میں اذا زلزلت اور دوسری میں قل یاایہا الکافرون پڑھتے۔ آخری زمانے میں شاذونادر ان دو رکعتوں کو ادا کرتے اور فرماتے تھے کہ اس کے متعلق فقہاء نے بہت ہی قیل و قال کیا ہے اور وتر کے بعد جو دو سجدے متعارف ہیں وہ نہیں کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ علماء نے اس کی کراہت کا فتویٰ دیا ہے۔ وتر کبھی اوّل شب میں اور کبھی تہجد کے بعد پڑھتے اور جب اوّل شب میں وتر پڑھ لیتے تو آخیر شب میں اس کو دوبارہ نہیں پڑھتے تھے جیسا کہ بعض لوگ کرتے ہیں اور فرماتے تھے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ایک رات میں دو وِتر نہیں ہوتے ہیں اور فرماتے تھے کہ ایک رات انہیں دکھایا گیا کہ وتر کے تاخیر سے ادا کرنے کی صورت میں جب نمازی سوجاتا ہے اور نیت کرتا ہے کہ آخر شب میں وتر ادا کرے گا تو اس کے کاتبین اعمال ساری رات اسی کے نام سے نیکیاں لکھتے رہتے ہیں یہاں تک کہ وہ وِتر ادا کرے اس کے ساتھ ساتھ فرماتے تھے اور تحریر بھی فرمایا کہ وتر کے جلد پڑھنے یا دیر سے پڑھنے میں سیّد البشر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی متابعت کے سوا اور کوئی چیز پیش نظر نہیں ہے اور کسی فضیلت کو متابعت کے ہم پلہ نہیں قرار دیتا ہوں اور حضرت رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے وتر کبھی اوّل شب میں اور کبھی آخر شب میں ادا فرمایا ہے اور اپنی خوش نصیبی اس کو سمجھتا ہوں کہ کسی امر میں آں سرور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے تشبیہ اختیار کروں اگرچہ وہ تشبیہ صورت ہی کے اعتبار سے ہو۔ (زبدۃ المقامات، ص ۲۷۹، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴)

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ فنافی الرسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تھے۔ ان کیلئے صرف اور صرف حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نسبت کافی تھی ہاں ۔

ع کافی ہے بس اک نسبت سلطانِ مدینہ ﷺ

کوہِ استقامت

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کوہِ استقامت تھے اُن کی نظر اللہ کی طرف تھی اور جس کی نظر شہنشاہِ مطلق کی طرف ہوتی ہے وہ کسی بادشاہ کو خاطر میں نہیں لاتا اعیانِ مملکت میں حضرت مجدد الف ثانی کا حلقہ بڑی تعداد میں تھا اس کے علاوہ آپ کے مخالفین جہانگیر بادشاہ کے کان بھرتے رہتے تھے چنانچہ بادشاہ کے سامنے آپ کی شکایت کی گئی کہ آپ اپنے مرتبہ کو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بلند کرتے ہیں اور سجدۂ تعظیمی سے انکار کرتے ہیں یہی وجہ تھی کہ جہانگیر نے آپ کو دربار میں طلب کیا آپ نے سجدۂ تعظیمی کے بجائے السلام علیکم کہا اور آپ بادشاہ کے سامنے تشریف لے گئے اور بادشاہ کے اس سوال کا کہ آپ اپنے آپ کو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بلند کہتے ہیں جواب دیا بادشاہ مطمئن ہو گیا کہ آپ کے ایک مخالف نے بادشاہ سے کہا آپ نے اس شیخ کے تکبر کو ملاحظہ نہیں کیا، اس نے آپ کو سجدہ تک نہیں کیا بلکہ معمولی تواضع سے بھی کام نہیں لیا۔ یہ سن کر بادشاہ غضب ناک ہو گیا اور آپ کو قلعہ گوالیار میں قید کر دیا۔ (زبدۃ المقامات، ص ۲۱۵)

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ نے تقریباً ایک سال یعنی ۱۰۲۸ھ / ۱۶۱۹ء سے ۱۰۲۹ھ / ۱۶۲۰ء تک سنتِ یوسفی کی تکمیل فرمائی اور بکثرت ہندوؤں کو مشرف بہ اسلام کیا۔

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ نے سجدۂ تعظیمی نہ فرما کر عزیمت پر عمل فرمایا رُخصت پر عمل نہ فرمایا آپ نے اعیانِ مملکت اور فوج کو جہانگیر کے خلاف بغاوت سے منع فرمایا اور فرمایا یہ قید اللہ کی طرف سے آئی ہے ہم کو جہانگیر بھی عزیز ہے اور یہ قید بھی عزیز ہے۔ قلعہ گوالیار میں اسیری کے دوران جہانگیر نے آپ کے باغ، کتابوں اور حویلی پر قبضہ کر لیا۔ آپ نے اپنے فرزندوں کے نام جو مکتوب ارسال فرمایا وہ عزیمت کی تاریخ میں سنہری حروف سے لکھا جائے گا، ذرا ملاحظہ فرمائیے۔

مکتوب بنام حضرت خواجہ محمد سعید و حضرت خواجہ محمد معصوم

ہر راحت اور تکلیف کے وقت خدا کی حمد کرنا چاہئے ہر قسم کی بلا و مصیبت میں تکلیف ضرور معلوم ہوتی ہے لیکن فرصت کو غنیمت جان کر تین چیزوں قرآن مجید کی تلاوت یا نماز طویل قرأت کے ساتھ یا ذکر کلمہ شریف میں مشغول رہیں سوائے ذکرِ الٰہی کے کسی کام میں مشغول نہ ہوں۔ اب کتابوں کے مطالعہ کا وقت نہیں ہے۔ ذکرِ حق کا وقت ہے۔ حتیٰ کہ میری خلاصی بھی جو تمہارے واسطے نہایت ضروری ہے تمہاری مراد نہ ہونی چاہئے اور حق تعالیٰ کے فضل اور تقدیر اور ارادہ پر راضی رہنا چاہئے، حویلی، سرائے چاہ، باغ اور کتابوں اور دوسری چیزوں کا غم سہل ہے۔ ان چیزوں کی فکر میں وقت ضائع نہ کرنا چاہئے۔ اگر ہم مرجاتے تو یہ چیزیں بھی چلی جاتیں تاکہ کوئی فکر نہ رہے، بہتر ہے کہ ہماری زندگی میں چلی جائیں تاکہ فکر نہ رہے۔ (دفترِ ثالث، ص ۲۰۴)

حضرت مجدد الف ثانی نے بادشاہ کے سامنے سجدہ تعظیمی نہیں فرمایا بلکہ قید و بند کو قبول فرمایا اور دنیا نے عزیمت کی تاریخ رقم فرمائی۔ اقبال نے سچ کہا۔

گردن نہ جھکی جس کی جہانگیر کے آگے
جس کے نفسِ گرم سے ہے گرمیٔ احرار

عکس قلعہ گوالیار

قلعہ گوالیار (بھارت) جہاں سجدۂ تعظیمی سے انکار کی پاداش میں جہانگیر بادشاہ نے
حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کو ایک سال نظر بند رکھا۔

نوازشاتِ اولیاء کرام

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ سرچشمہ ولایت حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی روحانیت سے فیضیاب ہوئے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے ایک مرتبہ خواب میں فرمایا تھا:

"ہم تجھ کو آسمانوں کا علم سکھانے آئے ہیں۔"

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کو میراں حضرت شیخ عبد القادر جیلانی علیہ الرحمہ نے اپنا خرقہ خاص عطا فرمایا

آپ حضرت غوث الاعظم کے نائب مناب ہیں۔

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کو حضرت خواجہ معین الدین چشتی علیہ الرحمہ نے اپنے مزارِ خاص کی چادر عطا فرمائی۔

ایک مکتوب گرامی میں ارشاد فرماتے ہیں، "اس سفر اجمیر میں کافی تکلیف رہی مگر تازہ معرفتیں حاصل ہوئیں"۔

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی علیہ الرحمہ کی روحانیت سے بھی فیض یاب ہوئے

جس کا ذکر آپ نے رسالہ مبداء و معاد میں فرمایا ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ نے حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند علیہ الرحمہ

کی روحانیت سے اُویسی طریقہ میں فیض حاصل کیا۔

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ نے حضرت خواجہ شہاب الدین سہروردی کا فیض حضرت شیخ یعقوب کشمیری کی وساطت سے

حاصل فرمایا۔

مقرب بارگاہِ رسالت

حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ العزیز کا سراپا اتباع سنت نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نور سے معمور تھا، آپ کئی بار حضورِ انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوئے جو اس بات کا ثبوت ہے کہ آپ مقرب بارگاہِ رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں چند حقائق پیش خدمت ہیں۔

﴿1﴾

اپنے پیر و مرشد حضرت خواجہ باقی باللہ علیہ الرحمہ کی خدمت میں ایک مکتوب ارسال کیا جس میں ارشاد فرمایا:۔

ایک رسالہ دوستوں کے اصرار پر جس میں ضروری نصیحتیں طریقت کی ہیں ارسال خدمت کیا جائے گا یہ رسالہ بڑی برکتوں والا ہے اس رسالہ کے لکھنے کے بعد ایسا معلوم ہوا کہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی اُمت کے بہت سے مشائخ کے ساتھ تشریف رکھتے ہیں اور اس رسالہ کو اپنے دست مبارک میں لیے ہوئے ہیں اور اپنے کمالِ کرم سے اس کو چومتے ہیں اور مشائخ کو دِکھاتے اور فرماتے ہیں کہ اس قسم کے اعتقاد حاصل کرنے چاہئیں اور وہ لوگ جنہوں نے ان علوم سے سعادت حاصل کی ہے وہ نورانی اور ممتاز ہیں اور عزیز الوجود ہیں اور آں حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے روبرو کھڑے ہیں اور کمال کرم سے چومتے ہیں اور اسی مجلس میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس خاکسار سے ارشاد فرمایا کہ اس واقعہ کو شائع کر۔ (دُرِلا ثانی، ص ۲۴۰)

﴿2﴾

چند سال پہلے فقیر کا یہ طریق تھا کہ اگر طعام پکاتا تو اہل عبا کی ارواحِ پاک کو بخش دیا کرتا تھا اور آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ حضرت امیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ و حضرت فاطمہ زہرہ و حضرت امامین کو بھی ملایا کرتا تھا۔ ایک شب کو فقیر نے خواب میں دیکھا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں، فقیر نے سلام عرض کیا تو فقیر کی طرف حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم متوجہ نہ ہوئے اور فقیر کی طرف سے منہ مبارک پھیر لیا اور پھر فقیر سے ارشاد فرمایا کہ میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر کھانا کھاتا ہوں جس کسی کو کھانا بھیجنا ہو وہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر بھیج دیا کرے اس وقت فقیر کو معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی آزردگی اس وجہ سے تھی کہ فقیر حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو شریکِ ثواب نہ کرتا تھا اس کے بعد فقیر حضرت عائشہ و تمام ازواجِ مطہرات (رضی اللہ عنہن) کو جو سب اہل بیت ہیں شریک کرلیتا ہے اور تمام اہل بیت کو اپنا وسیلہ بناتا ہے۔ (دُرلا ثانی، ص ۱۵۱)

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ جب مکاتیب تحریر فرماتے ہیں تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی حمد وثنا اور حضورِ انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں درود وسلام کا ہدیہ پیش کرنے کے بعد فرماتے، عشقِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اس سے زیادہ اور کیا دلیل ہوگی۔

حضورِ انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں، قیامت کے دن لوگوں میں سے سب سے زیادہ میرے قریب وہ شخص ہوگا جو مجھ پر درود شریف کی کثرت کرے۔ (تاریخ کبیر ۱۵/۱۷۷، صحیح ابن حبان ۳/ ۱۹۹۲، رقم الحدیث ۹۱۱ بحوالہ بشارۃ الحسنات، ص ۱۸)

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کی رگ رگ میں عشقِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جاری وساری تھا جب ہی تو آپ سرورِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سمندرِ عشق میں ڈوب کر ارشاد فرماتے ہیں:۔

"فقیر اللہ کو محض اس لیے دوست رکھتا ہے کہ وہ ربِّ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے۔"

مقربِ بارگاہِ صمدیت جل جلالہ

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ مقربِ بارگاہِ صمدیت تھے اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے اسمِ اعظم اللہ کا بہت ادب اور اکرام کرتے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے آپ کو دارین میں عزت وشرف اور بلند مرتبہ عطا فرمایا۔

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ برائے قضائے حاجت بیت الخلا تشریف لے گئے۔ وہاں مٹی کا ناتمام ایک پیالہ تھا جس پر اللہ کا مبارک اسم نقش تھا اور مہتر اس سے قاذورات اٹھاتا تھا آپ کی نظر اس پیالے پر اور اللہ کے مبارک نام پر پڑی۔ آپ نے اس کو اُٹھایا۔ باہر تشریف لائے اور پانی منگوا کر اپنے مبارک ہاتھ سے اس ناتمام پیالے کو پاک کیا اور پھر اس کو سفید کپڑے میں لپیٹ کر ادب سے طاق میں رکھ دیا۔ جب پانی نوش فرماتے تو اس پیالے میں سے نوش فرماتے اس سلسلے میں آپ کو الہام ہوا:۔

”تم نے ہمارے نام کا احترام کیا ہم تمہارے نام کو رفعت دیں گے۔“

(حضرت مجدد اور ان کے ناقدین، ص ۴۳)

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ اسرار ومعارف تحریر کرتے وقت قرآن کریم کی آیات کا حوالہ بھی تحریر کرتے تھے اور جس قلم سے یہ معارف تحریر فرماتے اس کی سیاہی بائیں ہاتھ کے انگوٹھے کے مبارک ناخن سے جذب فرماتے تھے۔ ایکدن آپ اسرار ومعارف تحریر فرمارہے تھے، ناگاہ ضرورت بشری کی وجہ سے بیت الخلا تشریف لے گئے تھوڑی دیر نہ گزری تھی کہ آپ باہر تشریف لائے اور آپ نے پانی طلب فرما کر بائیں ہاتھ کے انگوٹھے کے ناخن کو دھویا اور آپ نے فرمایا ناخن پر سیاہی کا دھبہ تھا اور سیاہی حروف قرآنی کے اسباب کتابت میں سے ہے بنا بریں لائق ادب نہ سمجھا کہ اس دھبے کے ہوتے ہوئے طہارت کروں۔ (حضرت مجدد اور اُن کے ناقدین، ص ۴۱)

وصال مبارک

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ صاحبِ انفاس تھے۔ آپ کی نظر قضائے مبرم پر تھی وصالِ مبارک سے دس سال قبل ۱۰۲۴ھ میں جبکہ عمر شریف ۵۳ سال کی ہوئی تھی ارشاد فرمایا:

"میں ۶۳ سال سے زیادہ اپنی عمر نہیں دیکھتا اور یہ قضائے مبرم صاف صاف نظر آ رہی ہے۔"

۱۰۳۲ھ میں اجمیر شریف سے مخدوم زادوں حضرت خواجہ محمد سعید اور حضرت خواجہ محمد معصوم علیہم الرحمہ کو ایک مکتوب گرامی تحریر فرمایا اور اپنے وصال کی صاف صاف خبر دی۔ آپ نے فرمایا:

"آج شب کو دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فقیر کیلئے اجازت نامہ لکھا ہے جیسا کہ مشائخ کی عادت ہے کہ خلفاء کیلئے اجازت نامے لکھتے ہیں۔ حضورِ انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کو اپنی مہر سے مزین فرمایا اور دنیا کے عوض آخرت کا اجازت نامہ عطا فرمایا اور مقامِ شفاعت میں نصیب عطا فرمایا۔" (دفتر سوم، حصہ دوم، ص ۱۰۵)

وصالِ مبارک سے تقریباً دس ماہ پہلے یعنی ۱۵/ شعبان المعظم ۱۰۳۳ھ کی شب، آپ کی اہلیہ نے فرمایا:

"نہ معلوم خدا نے آج کس کس کے نام ورقِ ہستی سے مٹائے ہوں گے۔"

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ نے یہ سنتے ہی فرمایا، تم یہ بات شک اور تردد سے کہہ رہی ہو، اس شخص کا کیا حال ہو گا جو یہ دیکھ رہا ہے اور جانتا ہے کہ لوحِ محفوظ سے اس کا نام مٹا دیا گیا ہے۔ (وصال احمدی، ص ۵،۴)

اس ارشادِ گرامی سے یہ بات معلوم ہوئی کہ آپ کی نظر لوحِ محفوظ پہ تھی۔

چنانچہ آپ کے ارشادِ گرامی کے عین مطابق اسی سال یعنی ۲۹/ صفر المظفر ۱۰۳۴ھ کی رات کے آخری حصے میں آپ نے وصال فرمایا۔

آپ کا سفرِ آخرت کیا تھا۔ سفرِ عشق تھا، سفرِ محبت تھا، سفرِ قرب تھا، سفرِ وصال تھا، ذرا ملاحظہ فرمایئے۔ وصال والے دن رات کے آخری حصے میں فرمایا:

"آنے والا دن، یومِ وصال ہے۔ خادموں سے فرمایا، آپ نے بہت تکلیف اٹھائی ہے۔ آج کی رات کی تکلیف اور ہے۔ آپ پر استغراق اور محویت کا عالم طاری تھا، سانس تیزی سے چلنے لگا، فرزند دلبند خواجہ محمد صادق گھبرا گئے۔ حضرت مجدد الف ثانی نے آنکھ کھولی اور فرمایا ہم اچھے ہیں۔ تھوڑی دیر کے بعد فرمایا، جو دو رکعت ہم نے پڑھی تھیں بس وہ کافی ہیں۔"

وصال کے وقت سنتِ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر سختی سے پابند رہنے کی نصیحت فرمائی۔ سبحان اللہ سبحان اللہ جان بلب ہیں مگر رُخ جانِ جاناں ایمان جہاں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنت کی طرف ہے اور اسی کیفیت میں اسی جذب و مستی میں ۲۹/صفر المظفر ۱۰۳۴ھ بروز دوشنبہ صبح کے وقت جانِ عزیز رحمتِ حق کے سپرد فرمادی۔

وصال کے بعد آپ کا جسد پر نور اتباعِ سنتِ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے معمور تھا۔ وصال کے وقت قبلہ رُخ دائیں کروٹ پر رُخسار کے نیچے ہاتھ رکھ لیے تھے جو لیٹنے کا مسنون طریقہ ہے۔ عمر شریف حضورِ انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سن شریف سے متجاوز نہ تھی۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اپنے حبیب لبیب حضورِ انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اس عظیم سنت میں سے حصہ عطا فرمایا۔

وصال کے وقت حضرت خواجہ محمد سعید علیہ الرحمہ نے حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کے ہاتھ سیدھے کر دیے تھے لیکن جب غسل دینے کیلئے تخت پر لٹایا گیا تو دونوں ہاتھ اس طرح بندھے ہوئے تھے جیسے نماز میں باندھے جاتے ہیں۔ غسل کے وقت داہنی کروٹ سے جب نہلایا گیا تو دستِ مبارک اسی طرح بندھے رہے جس طرح نماز میں یعنی داہنا اوپر اور بایاں ہاتھ نیچے اور جب کفن دینے کیلئے ہاتھ پھیلائے گئے تو حاضرین نے دیکھا کہ دونوں ہاتھ متحرک ہوئے یہاں تک کہ داہنا ہاتھ بائیں ہاتھ کے اوپر زیر ناف آگیا یعنی نماز کی نیت باندھ لی۔ حاضرین نے آفرین کی صدا بلند کی۔ حضرت خواجہ محمد سعید علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ جب حضرت کی مرضی اسی میں ہے تو اسی طرح رہنے دو۔

حضورِ انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تھا، جیسے زندگی بسر کروگے ویسے ہی اُٹھائے جاؤ گے۔

آپ کی نمازِ جنازہ آپ کے فرزند دلبند حضرت خواجہ محمد سعید علیہ الرحمہ نے پڑھائی۔ اس کے بعد صاحبزادہ مرحوم خواجہ محمد صادق کے پہلو میں دفن کر دیا گیا یہی وہ جگہ ہے جہاں حضرت مجدد الف ثانی نے اپنی زندگی میں ایک نور دیکھا تھا اور اسی جگہ تدفین کی وصیت فرمائی۔

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ حالتِ نماز میں اپنی قبر شریف میں جلوہ افروز ہیں یعنی حالتِ مشاہدہ میں ہیں نماز میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اپنا مشاہدہ رکھا ہے جب ہی تو حدیث شریف میں فرمایا گیا کہ "نماز اسطرح پڑھو کہ جیسے تم اللہ کو دیکھ رہے ہو"۔

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کا مزارِ مبارک سرہند شریف (مشرقی پنجاب بھارت) میں مرجع خلائق عام ہے۔ ڈاکٹر علامہ محمد اقبال آپ کے روضہ انور پر حاضر ہوئے اور فیض یاب ہوئے۔ آپ فرماتے ہیں ۔

حاضر ہوا میں شیخ مجدد کی لحد پر
وہ خاک کہ ہے زیرِ فلک مطلعِ انوار

اولاد امجاد و خلفائے کبار

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کی اولاد امجاد میں سات صاحبزادے اور تین صاحبزادیاں تھیں۔

صاحبزادگان میں سب کے سب عارف کامل اور آفتابِ ولایت تھے آپ کی اولاد امجاد کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

(۱) خواجہ محمد صادق علیہ الرحمہ (۲) خواجہ محمد سعید علیہ الرحمہ (۳) خواجہ محمد معصوم علیہ الرحمہ (۴) خواجہ محمد فرخ علیہ الرحمہ (۵) خواجہ محمد عیسیٰ علیہ الرحمہ (۶) خواجہ محمد اشرف علیہ الرحمہ (۷) خواجہ محمد یحییٰ علیہ الرحمہ۔

صاحبزادیاں:۔

(۱) بی بی رقیہ بانو علیہ الرحمہ (۲) بی بی خدیجہ بانو علیہ الرحمہ (۳) بی بی اُم کلثوم علیہ الرحمہ۔

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کے خلفائے کبار کا سلسلہ دور دور تک پھیلا ہوا ہے جن کی تعداد پچاس سے زائد ہے چند خلفاء کے اسماء گرامی یہ ہیں:۔

(۱) صاحبزادہ خواجہ محمد صادق (۲) صاحبزادہ خواجہ محمد سعید (۳) صاحبزادہ خواجہ محمد معصوم (۴) حضرت میر محمد نعمان (۵) شیخ طاہر لاہوری (۶) شیخ آدم بنوری (۷) شیخ حسن برکی (۸) خواجہ محمد ہاشم کشمی (۹) شیخ بدر الدین سرہندی (۱۰) خواجہ محمد اشرف کابلی (۱۱) مولانا عبد الغفور سمرقندی (۱۲) شیخ محب اللہ مانک پوری (۱۳) شیخ احمد استنبولی (۱۴) مولانا عبد الحکیم سیالکوٹی۔

تصانیف

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کی تصانیف میں درج ذیل قابلِ ذکر ہیں:۔

مکتوب امام ربانی (حصہ اوّل، دوم، سوم)، اثبات النبوت، رسالہ ردّ روافض، شرح رباعیات خواجہ باقی باللہ، تعلیقات عوارف، رسالہ علم حدیث، رسالہ خواجگان نقشبندی، رسالہ تہلیلیہ، رسالہ مکاشفات غیبیہ، رسالہ آداب المریدین، مبداء و معاد، معارف لدنیہ وغیرہ۔

کرامات

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام کو معجزات اور اولیائے کاملین کو کرامات عطا فرمائیں ہیں قرآن کریم میں حضرت سلیمان علیہ السلام کے وزیر حضرت آصف بن برخیا کو عالمِ کتاب ہونے کی وجہ سے فضیلت حاصل ہوئی اور وہ ایک عظیم کرامت سے مشرف ہوئے۔ (النمل: ۴۰) حضورِ انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اُمت کے بعض ولی تو بنی اسرائیل کے انبیاء کی طرح ہیں۔ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ قربِ نبوت سے بھی فیض یاب ہیں اور قربِ ولایت سے بھی فیض یاب ہیں اُن کو کمالاتِ نبوت میں سے بھی حصہ عطا ہوا، انہی کمالات کا ظہور آپ کی زندہ اور بین کرامات میں ہوا چند پیشِ خدمت ہیں۔

حیاتِ ظاہری کی کرامات

﴿1﴾

سیّد جمال جو ذوق وحال والے اور نہایت حق گو ہیں اور حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کے مقبول مریدوں میں سے ہیں، مجھ سے فرماتے تھے کہ ایک وادی میں ناگاہ ایک شیر میرے سامنے آگیا۔ دہشت تنہائی بھی تھی اور اس درندہ کی ہیبت بھی غالب ہوئی تو میں سخت خوفزدہ اور لرزنے لگا اور اس جنگل سے بھاگنا بھی ممکن نہ دیکھا۔ مجبوراً حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کی حمایت کیلئے التجا کی۔ اس تضرع اور آپ کی طرف توجہ کرتے ہی مجھے نظر آیا کہ آپ اپنے ہاتھ میں عصا لیے ہوئے جلدی سے پہنچ گئے اور پوری قوت سے وہ عصا اس شیر کے منہ پر مارا۔ پھر جب میں نے غور کیا تو نہ حضرت ہی نظر آئے اور نہ اُس جنگل میں وہ شیر دکھائی دیا۔ (زبدۃ المقامات، ص ۳۵۱)

﴾2﴿

آپ کے بعض نہایت معتبر مریدوں نے بتایا کہ محمد صادق کابلی جو آپ کے جلیل مخلصین میں سے تھے، جذام میں (اللہ بچائے) مبتلا ہوگئے، مرض کے غلبہ کی وجہ سے لوگوں نے ان کے ساتھ اُٹھنے بیٹھنے اور کھانے پینے سے اجتناب کرنا شروع کر دیا یہاں تک کہ ایک دن ایک مجلس میں اُن کے ایک خاص دوست نے بھی اُن کے ساتھ کھانے سے پرہیز کیا۔ وہ اس دوست کے عار سے سخت شرمندہ اور رنجیدہ ہوئے اور آپ کی خدمتِ عالیہ میں حاضر ہو کر توجہ اور عنایت کے ملتجی ہوئے۔ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ وفورِ شفقت ورحمت کے باعث بہت مغموم ہوئے، اور اس مرض کے دفع کیلئے توجہ فرمائی اور اس مرض کو خود اپنے اوپر کھینچ لیا۔ چنانچہ اُن کے بدن کا اثر آپ کے قدم مبارک پر آگیا اور احباب نے دیکھا کہ مولانا محمد صادق کابلی کے بدن پر اس کا اثر باقی نہ رہا، ہر چند کہ اس واقعہ کو دیکھ کر مخلصین کا اخلاق اور عقیدت آپ سے بہت زیادہ بڑھ گئی لیکن اسلئے کہ وہ مرض آپ کی طرف منتقل ہو گیا تو وہ سب کے سب بہت غمگین ہوئے اور بے چین ہوگئے۔ جب آپ نے صاحبزادوں اور احباب کی پریشانی اور بے آرامی مشاہدہ فرمائی تو پھر آپ نے بارگاہِ الٰہی میں التجا اور تضرع کیا کہ آپ سے بھی مرض دور کر دیا جائے۔ چنانچہ اللہ پاک کی عنایت سے وہ مرض دُور ہو گیا اور آپ نے صاحبزادگان اور احباب کو اس کی خوشخبری سنادی اور وہ اعضاء بھی دکھلا دیے کہ اُن پر بفضلہٖ تعالیٰ وہ اثر باقی نہ رہا۔ پھر سب نے شکر ادا کیا۔ (زبدۃ المقامات، ص ۳۵۲، ۳۵۳)

﴾3﴿

حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کے چھوٹے بھائی شیخ محمد مسعود، حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہ کے مقبول مریدوں میں سے تھے اور صاحبِ کشف تھے۔ معیشت کیلئے تجارت کرنے کیلئے قندھار گئے ہوئے تھے۔ اسی زمانے میں ایک روز صبح کے وقت اپنے ایک خادم سے جو موجود تھا فرمایا:۔

"عجب معاملہ ہے۔ میں نے چاہا کہ محمد مسعود کے احوال کی طرف توجہ کروں تو آپ نے مکاشفے کی آنکھ سے بہت تلاش کیا اُسے میں نے روئے زمین پر کہیں نہ پایا۔ پھر میں نے اور بھی غور سے دیکھنا چاہا تو اس کی قبر نظر آئی کہ وہ ابھی قریب زمانے ہی میں فوت ہوا ہے۔"

یہ بات لوگوں نے سنی تو حیرت میں پڑ گئے۔ آپ کے فرمانے کے چند روز بعد اُن کے رُفقاء نے آکر ان کی وفات کی خبر سنائی۔ (زبدۃ المقامات، ص ۳۷۴، ۳۷۵)

کرامات بعدِ وصال

﴿1﴾

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کے ایک مقبول مرید شیخ پیر محمد فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ نمازِ ظہر میں جبکہ بڑے صاحبزادے حضرت خواجہ محمد سعید علیہ الرحمہ امامت فرما رہے تھے میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ میرے برابر کھڑے ہیں اور چونکہ میرے اور اُن کے درمیان اس جماعت کی صف میں کچھ خلا تھا، تو آپ نے میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے اپنے قریب کر لیا کہ پھر فاصلہ نہ رہا، پھر جب سلام پھیرا تو آپ نظر نہ آئے۔ (زبدۃ المقامات، ص ۴۰۰)

﴿2﴾

راقم الحروف کے پیر و مرشد برحق حضرت مفتی اعظم ہند شاہ محمد مظہر اللہ علیہ الرحمہ کے جدامجد فقیہ الہند حضرت شاہ محمد مسعود محدث دہلوی علیہ الرحمہ کے مرید باصفا اور خلیفہٗ اجل حضرت شاہ محمد رُکن الدین الوری علیہ الرحمہ سرہند شریف میں حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کے روضہٗ انور پر حاضر تھے اور مراقبہ فرمارہے تھے کہ نوازشات امام ربانی ہوئیں اور قبر شریف سے آواز آئی:۔

دادیم، دادیم، دادیم

ہم نے دیا ہم نے دیا ہم نے دیا

حضرت شاہ محمد رکن الدین الوری فرماتے ہیں کہ اس وقت ہم نے مشاہدہ کیا کہ تمام ارواحِ طیبہ موجود ہیں جن میں حضرت خواجہ غریب نواز بھی تشریف فرما ہیں۔ ہم اپنی طلب لیے حاضر تھے اور اُدھر سے ارشاد ہو رہا تھا "دادیم، دادیم، دادیم"۔ (بزم جاناں، ص ۱۴۴)

﴿3﴾

حضرت شاہ محمد رکن الدین الوری علیہ الرحمہ کے ایک مخلص بزلہ سنج شاعر سیف صاحب جب حضرت کی عطا کردہ کلاہ کو پہن کر روضہ مجدد پر حاضر ہوئے تو وہاں سے آواز آئی کہ

ازیں کلاہ بوئے دوست می آید

"کہ تمہارے کلاہ اور ٹوپی سے ہمارے محبوب کی خوشبو آتی ہے۔"

یہ واقعہ جب مولوی سیف نے حضرت سے آکر عرض کیا تو آنکھوں میں آنسو آگئے اور رِقت طاری ہوگئی، آپ نے فرمایا، اگر وہ نہ نوازیں گے تو ہمیں کون نوازے گا۔ (بزم جاناں، ص ۱۴۴)

شیخ طریقت سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ مظہریہ مسعود ملت حضرت مولانا پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب اپنی ایک تالیف مواعظ مظہری میں خانوادہ مجددیہ کے چشم وچراغ حضرت مولانا محمد ہاشم جان سرہندی علیہ الرحمہ کے حوالے سے حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کی ایک کرامت بیان فرمائی ہے انہی کی زبانی سنئے:۔

سیّد سلیمان ندوی ابتداء میں اولیاء اللہ اور صوفیا کرام سے کوئی عقیدت نہیں رکھتے تھے اسی زمانے کا ایک عبرت انگیز اور سبق آموز واقعہ سیّد صاحب نے سندھ کے ایک مشہور ومعروف عالم حضرت مولانا پیر ہاشم جان صاحب مجددی فاروقی سرہندی سے کراچی کے زمانۂ قیام میں بیان فرمایا۔ آپ نے فرمایا، میں چند احباب کے ساتھ بسی سے حافظ عبد الحکیم کے یہاں سے واپس ہوا تو احباب نے سرہند شریف میں فاتحہ خوانی کیلئے اصرار کیا چنانچہ ہم سب لوگ سرہند پہنچے مجھے چونکہ اولیاء اللہ سے کوئی خاص عقیدت نہ تھی اس لیے میں باہر مسجد کے احاطے والی دیوار پر جوتے پہنے ہوئے بے تکلفانہ پیر لٹکا کر بیٹھ گیا اور احباب اندر چلے گئے۔ تھوڑی دیر بعد کیا دیکھتا ہوں کہ درگاہ سے ایک نورانی صورت سفید ریش بزرگ میری طرف چلے آرہے ہیں، مجھ پر ہیبت طاری ہوگئی کیونکہ یہاں اس وقت کوئی نہ تھا وہ بزرگ میرے سامنے آکر ٹھہر گئے اور فرمایا:۔

"مکتوبات ما خواندہ؟" (تونے میرے خطوط پڑھے ہیں؟) میں نے جواب دیا، "خواندہ ام" (پڑھے ہیں)۔

میں نے عرض کیا، "خواندہ ام اما اندکے فہمیدہ ام" میں نے پڑھے تو ہیں لیکن بہت کم سمجھا ہے۔

اس سوال وجواب کے بعد مجھ پر ایسی کیفیت طاری ہوئی کہ میں ہوش میں نہ رہا اور بے ہوش ہوکر زمین پر گر پڑا، جب احباب فاتحہ خوانی کے بعد واپس آئے تو مجھ کو اس حالت میں دیکھا بیہوش پڑا ہوں۔ منہ سے جھاگ نکل رہے ہیں، انہوں نے پانی چھڑکا تھوڑی دیر کے بعد ہوش میں آیا اور سارا ماجرا سنایا۔ (مواعظ مظہری، ص ۸۰)

خراجِ تحسین

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کو جن مشائخ، علماء، عرفاء اور دانشوروں نے خراجِ تحسین پیش کیا ان میں یہ حضرات قابلِ ذکر ہیں:۔

⁜ شیخ عبد اللہ قطب علیہ الرحمہ ⁜ خواجہ محمد عبد اللہ المعروف بہ خواجہ خورد علیہ الرحمہ ⁜ خواجہ عبد الاحد وحدت علیہ الرحمہ ⁜ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمہ ⁜ حضرت شاہ عبد الغنی مہاجر مدنی علیہ الرحمہ ⁜ ڈاکٹر محمد اقبال وغیرہ وغیرہ۔

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ علماء صوفیہ، مفکرینِ مشرق، محققینِ مغرب اور محققینِ مشرق کی نظر میں بڑے ممتاز تھے جس کی تفصیل حضرت مولانا پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب نے اپنی تالیف "سیرت مجدد الف ثانی" کے صفحہ ۳۶۴ تا ۴۰۶ میں بیان فرمائی ہے۔

حصولِ برکت کیلئے یہاں حضرت مولانا عبد الرحمٰن جامی علیہ الرحمہ، حضرت خواجہ عبد اللہ ابن حضرت خواجہ باقی باللہ علیہ الرحمہ اور حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمہ کا وہ خراجِ تحسین پیش کیا جاتا ہے جو انہوں نے حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کے حضور پیش کیا۔

﴿ 1 ﴾

مولانا عبد الرحمٰن جامی

نقشبندیہ عجب قافلہ سالار اند
کہ برند از رہِ پنہاں بحرم قافلہ را
ناقصے گر کند ایں سلسلہ را طعنِ قصور
حاشا للہ کہ بر آرم بزبان ایں گلہ را
ہم شیران جہاں بستہ ایں سلسلہ اند
روباہ چہ جنباند کہ بگسلا ایں سلسلہ ار

(روض الازہار فی ذکر الاخیار، مطبوعہ دہلی، ۱۳۳۴ھ)

﴿2﴾

خواجہ عبد اللہ (ابن خواجہ باقی باللہ)

امام زماں قطبِ اقطابِ عالم
کہ چوں او نہ انم کہ بگذشت یک تن
زبس ہمت و وسعت فیض باطن
بہ تجدید الف دوم شد معین
چو بہر شفاعت بہ محشر در آید
جہانے نہاں گردش زیر امن

(شیخ بدر الدین سرہندی، حضرات القدس، مطبوعہ لاہور، ۱۳۲۳ھ، ص ۲۶۵)

﴿3﴾

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی

ان کی جلالت شان یہاں تک پہنچی ہے کہ ان کے متعلق بے خطر کہا جاسکتا ہے کہ ان سے نہیں محبت کرتا مگر مومن متقی اور نہیں بغض رکھتا مگر فاجر شقی۔ (شیخ محمد صالح الزواوی نقشبندی المجددی المظہری المکی: نفائس السانحات فی تذییل الباقیات الصالحات، مطبوعہ مکہ مکرمہ۔ ۱۳۰۰ھ، ص ۳۰)

طالبین نقشبندیہ مجددیہ کیلئے بشارت

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ نے طالبینِ طریقت کو ایک عظیم بشارت سے سرفراز فرمایا ہے چنانچہ آپ تحدیثِ نعمت کے طور پر ارشاد فرماتے ہیں:۔

یہ فقیر اپنے دوستوں کے حلقے میں ایک روز بیٹھا ہوا تھا اور اپنی کمزوریوں پر غور کر رہا تھا۔ یہ فکر اس حد تک غالب آچکی تھی کہ اپنے آپ کو (درویشی کی) اس وضع میں بغیر کامل مناسبت کے محسوس کر رہا تھا۔ اسی عرصے میں بہ مصداق (جو اللہ کیلئے انکساری کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اُسے اور بلند فرمادیتا ہے) میرے باطن میں یہ ندادی کہ (میں نے تجھے بخش دیا جو تیرے وسیلے سے مجھ تک پہنچیں، خواہ یہ وسیلہ بالواسطہ ہو یا بلاواسطہ) اس عظیم بشارت کے بعد حضرت مجدد الف ثانی، اللہ کے اس کرم کو بار بار دہراتے رہے کہ کسی شک وشبہ کی گنجائش نہ رہے اس کے بعد حضرت مجدد الف ثانی نے حق تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کی اور حضورِ انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر دُرود وسلام بھیجا۔ (مبداء ومعاد، ص ۱۰۳)

ارشادات مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ

- مبارک ہے وہ شخص جس کے دل میں خدا کے سوا کسی غیر کی محبت نہ ہو۔
- علماء کیلئے دنیا کی محبت اور رغبت ان کے جمال کے چہرے کا بدنما داغ ہے۔
- دونوں جہاں کی سعادت کا نقد دونوں جہاں کے سردار حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اتباع سے وابستہ ہے۔
- اگر قلب اللہ تعالیٰ کے سوا غیر کی طرف مائل ہے تو خراب و ابتر ہے۔
- دنیا ظاہر میں بہت میٹھی ہے اور اس کا باطن بہت خراب زہر قاتل ہے۔
- فقراء کی صحبت سرمایۂ آخرت ہے کیونکہ یہی لوگ اللہ کے ہمنشیں ہیں۔
- نماز سب عبادتوں میں بہتر عبادت ہے اس کو خضوع و خشوع سے باجماعت ادا کرنا چاہئے۔
- خدا کی نعمت ہے کہ جوانی میں یادِ خدا کرے اور بڑھاپے میں اُمید مغفرت رکھے۔
- دل کا اطمینان اللہ کے ذکر سے ہوتا ہے ذاکر اور مذکور کے درمیان ایک قسم کا علاقہ پیدا ہو جاتا ہے۔
- فرض کو چھوڑ کر نفل میں مشغول ہونا لایعنی میں داخل ہے۔
- اللہ تعالیٰ نے انسان کو اپنے والدین کے ساتھ احسان کرنے کا حکم دیا ہے۔
- مالداروں کی صحبت سے بچنا چاہئے اور فقراء کی صحبت اختیار کرنی چاہئے۔
- وقت کو غنیمت جان کر کام وقت پر کریں نہ معلوم پھر وقت ملے یا نہ ملے۔
- دنیا کے معاملات سے پریشان اور تنگ دل نہ ہوں یہ دنیا مقامِ فنا ہے۔
- اللہ تعالیٰ کی حمد ہے کہ جس نے اپنے طالبوں کو اپنی طلب میں بے قرار و بے آرام رکھا ہے۔
- اللہ تعالیٰ کا فیض عام ہر برے بھلے کے سامنے ہے بعض اس کو قبول کرتے ہیں بعض قبول نہیں کرتے۔
- اللہ تعالیٰ اولیاء اللہ کے دوستوں کو بدبخت نہیں کرتا۔
- جس قدر آدمی زیادہ ہوں گے اس قدر رزق زیادہ آئے گا۔
- جمعیت کے ساتھ حق تعالیٰ کو یاد کرنا چاہئے اور متعلقین کا فکر حق تعالیٰ کے کرم کے حوالے کرنا چاہئے۔
- کلمہ سبحان اللہ وبحمدہ سو ۱۰۰ بار روز پڑھنا چاہئے اس کا حساب بے حساب ہے۔

- ❖ انسان میں جس قدر کمالات ہیں یہ سب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہیں۔
- ❖ سنت کی پیروی کریں اور بدعت سے اجتناب کریں۔
- ❖ اے عزیز دنیا دار العمل ہے اور دار الجزا اور سزا آخرت ہے۔
- ❖ اس جہاں میں مصائب و غم اور حزن واندوہ خدا کی بہترین نعمت ہے۔
- ❖ خدا کی معرفت اس پر حرام ہے جس کے دل میں دنیا کی محبت رائی کے دانے کے برابر ہو۔
- ❖ کلمہ طیبہ، طریقت حقیقت اور شریعت کا جامع ہے۔
- ❖ اہل اللہ کی صحبت میں ایک ساعت رہنا مجاہدوں کے کئی چلّوں سے بہتر ہے۔
- ❖ اے عزیز رفیق، گناہ کے بعد ندامت اور عاجزی پیدا ہونا نعمتِ عظیم ہے۔
- ❖ نیکی کرنے کے بعد تکبر عجب پیدا ہونا زہر قاتل اور مرض مہلک ہے۔
- ❖ قرآن مجید تمام احکاماتِ شرعیہ بلکہ تمام گذشتہ شریعتوں کا جامع ہے۔
- ❖ خاصانِ خدا اپنی نیکیوں کو خدا کی طرف منسوب کرتے ہیں اور جملہ برائیوں کو اپنی ذات سے جانتے ہیں۔
- ❖ دُرود شریف اور ذکر دونوں کا ثواب اور اجر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو برابر پہنچتا ہے۔
- ❖ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص میری مُردہ سنت کو زندہ کرے گا، اللہ تعالیٰ اس کو سو شہیدوں کا ثواب عطا فرمائے گا۔
- ❖ عام لوگوں کے نزدیک مردہ زندہ کر دینا بڑی کرامت ہے لیکن خاصانِ خدا کے نزدیک دل مردہ کو ذکرِ حق سے زندہ کر دینا افضل ہے۔
- ❖ ہر راحت اور ہر تکلیف کے وقت خدا کی حمد کرنی چاہئے۔
- ❖ خدا کی جناب سے ناامیدی کفر ہے اس کی رحمت سے اُمیدوار ہونا چاہئے۔
- ❖ اللہ تعالیٰ کا کوئی کام حکمت اور بہتری سے خالی نہیں۔
- ❖ دل خواہ مومن کا ہو یا گنہگار کا، دل کی ایذا سے بچنا چاہئے۔
- ❖ سب سے بہتر نصیحت یہ ہے کہ شریعت کی پیروی استقامت کے ساتھ کریں۔

ماخذ و مراجع

1. القرآن الحکیم۔
2. مکتوبات امام ربانی مترجم محمد سعید احمد نقشبندی، مطبوعہ کراچی ۱۹۷۰ء
3. حضرات القدس حصہ دوم مرتبہ حضرت علامہ بدر الدین سرہندی۔ مطبوعہ سیالکوٹ ۱۴۰۳ھ
4. زبدۃ المقامات مرتبہ حضرت علامہ محمد ہاشم کشمی علیہ الرحمہ۔ مطبوعہ سیالکوٹ ۱۴۰۷ھ
5. مبداء و معاد مصنفہ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ مترجم مولانا سید زوار حسین شاہ۔ مطبوعہ کراچی ۱۴۰۴ھ / ۱۹۸۴ء
6. حضرت مجدد اور ان کے ناقدین مصنفہ شاہ ابو الحسن زید فاروقی مطبوعہ دہلی ۱۳۹۷ھ / ۱۹۷۷ء
7. دُر لاثانی مرتبہ مولانا شاہ محمد ہدایت علی علیہ الرحمہ۔ مطبوعہ کراچی ۱۴۰۰ھ
8. وصال احمدی مرتبہ ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان۔ مطبوعہ کراچی ۱۳۸۸ھ
9. سیرت مجدد الف ثانی مرتبہ پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد۔ مطبوعہ کراچی ۱۳۹۶ھ / ۱۹۹۵ء
10. حضرت مجدد الف ثانی مصنفہ پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد۔ مطبوعہ کراچی ۱۴۱۶ھ / ۱۹۷۶ء
11. صراط مستقیم مصنفہ پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد۔ مطبوعہ کراچی ۱۹۹۶ء
12. مواعظ مظہری مرتبہ پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد۔ مطبوعہ کراچی ۱۳۹۰ھ / ۱۹۷۰ء
13. بزم جاناں مرتبہ ڈاکٹر ابو الخیر محمد زبیر۔ مطبوعہ حیدرآباد سندھ ۱۹۸۰ء
14. کلیات اقبال۔ مطبوعہ کراچی ۱۹۹۹ء
15. بشائر الحسنات مؤلفہ محمد بدر الاسلام مجددی۔ مطبوعہ جہلم پنجاب ۲۰۰۱ء
16. حصن حصین مؤلفہ امام محمد بن جزری۔ مطبوعہ لاہور۔
17. قلائد الجواہر مصنفہ محمد یحییٰ تادفی علیہ الرحمہ۔ مطبوعہ کراچی ۱۹۷۸ء
18. معین الہند مؤلفہ ڈاکٹر ظہور الحسن شارب (دہلی)۔ مطبوعہ لاہور ۱۹۶۱ء
19. شرح قصیدہ بردہ شریف مصنف امام محمد بن سعید بوصیری علیہ الرحمہ شارح علامہ ابو الحسنات محمد احمد قادری۔ مطبوعہ لاہور ۱۹۸۷ء
20. فضائل درود۔ مطبوعہ لاہور۔
21. دہلی کے بائیس خواجہ مؤلفہ ڈاکٹر ظہور الحسن شارب (دہلی)۔ مطبوعہ لاہور ۱۹۸۴ء